بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

جلد
67
ایڈیٹر
منصور احمد
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شمارہ
12-13
شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر یا 60 یورو

10-3 / رجب 1439 ہجری قمری • 22-29 / امان 1397 ہجری شمسی • 22-29 / مارچ 2018ء • Postal Reg. No. GDP/001/2016-18

رینوویشن کے بعد دار البیعت لدھیانہ

یہ وہ مبارک کمرہ ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 23 مارچ 1889ء کو پہلی بیعت لی اور الٰہی منشا کے مطابق سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی، اس روز چالیس افراد نے حضورؑ کے ہاتھ پر بیعت کی

جلسہ سالانہ قادیان 2017 کے چند خوبصورت مناظر

معائنہ کارکنان

روٹی پلانٹ

جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر مہمانوں کی آمد

حاضرین جلسہ

محترم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان لوائے احمدیت لہراتے ہوئے

اسٹیج اور جلسہ گاہ کا ایک منظر

شبیہ مبارک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام (1835ء - 1908ء)

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

دُھوپ میں جلنے والے لوگ
اور وہ لوگ جن کیلئے دیوار بنائی گئی

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ افسوس بندوں پر کہ کوئی رسول بھی ان کی طرف ایسا نہیں آیا مگر اس کے ساتھ استہزا کیا گیا مخالفین انبیاء کے اسی معیار پر مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام سے بھی استہزا کیا جانا ضروری تھا۔ پس مسیح موعود کی مخالفت اس کی صداقت کی دلیل ہے نہ کہ اس کے جھوٹے ہونے کی۔ علماء کہلانے والے اور مولوی حضرات جنہوں نے خاص طور پر مسیح موعودؑ کی مخالفت کی وہ بہت ہی بدقسمت ہیں کہ خود بھی گمراہ ہوئے اور قوم کو بھی گمراہ کیا۔ قرآن و حدیث کے قطعی واضح دلائل سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گئے۔ اور قرآن مجید ہی کی رُو سے فوت شدہ شخص دُنیا میں دوبارہ نہیں آتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسیح کے نازل ہونے کی پیشگوئی فرمائی اس کے متعلق فرمایا کہ وہ تم میں سے ہی ہوگا یعنی اُمت محمدیہ میں سے ہی مبعوث ہوگا۔ مسلمان علماء قرآن و حدیث کے خلاف انتہائی گمراہ کن عقیدہ لئے بیٹھے ہیں کہ وہ مسیح ابن مریم جو دو ہزار سال قبل بنی اسرائیل کے نبی کے طور پر آئے تھے وہ ابھی تک آسمان میں زندہ بیٹھے ہیں اور وہی آسمان سے نازل ہونگے۔ آخر وہ کب نازل ہونگے؟ وہ تو نازل ہونے سے رہے کیونکہ وہ تو فوت ہو گئے ہیں لیکن اللہ نے جس مسیح کو اُمت محمدیہ پر رحم و کرم کرتے ہوئے نازل کیا یعنی سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام، ان کی یہ مخالفت کرتے ہیں۔ اللہ کے مامور اور مرسل کی مخالفت کیوں ہوتی ہے اس بارے میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

الٰہی سلسلہ کی مخالفت کی اصل وجہ

جب ایک نبی یا رسول خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور اس کا فرقہ لوگوں کو ایک گروہ ہونہار اور راستباز اور باہمت اور ترقی کرنے والا دکھائی دیتا ہے تو اس کی نسبت موجودہ قوموں اور فرقوں کے دلوں میں ضرور ایک قسم کا بغض اور حسد پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ بالخصوص ہر ایک مذہب کے علماء اور گدی نشین تو بہت ہی بغض ظاہر کرتے ہیں کیونکہ اُس مرد خدا کے ظہور سے ان کی آمدنیوں اور وجاہتوں میں فرق آتا ہے......علماء اور مشائخ کا فرقہ ہمیشہ نبیوں اور رسولوں سے حسد کرتا چلا آیا ہے۔ وجہ یہ کہ خدا کے نبیوں اور ماموروں کے وقت ان لوگوں کی سخت پردہ دری ہوتی ہے کیونکہ دراصل وہ ناقص ہوتے ہیں اور بہت ہی کم حصہ نور سے رکھتے ہیں اور ان کی دشمنی خدا کے نبیوں اور راستبازوں سے محض نفسانی ہوتی ہے اور سراسر نفس کے تابع ہو کر ضرر رسانی کے منصوبے سوچتے ہیں بلکہ بسا اوقات وہ اپنے دلوں میں محسوس بھی کرتے ہیں کہ وہ خدا کے ایک پاک دل بندہ کو ناحق ایذا پہنچا کر خدا کے غضب کے نیچے آگئے ہیں اور ان کے اعمال بھی جو مخالف کارستانیوں کے لئے ہر وقت اُن سے سرزد ہوتے رہتے ہیں، ان کے دل کی قصور وار حالت کو اُن پر ظاہر کرتے رہتے ہیں مگر پھر بھی حسد کی آگ کا تیز انجن عداوت کے گڑھوں کی طرف ان کو کھینچے لئے جاتا ہے۔ یہی اسباب تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے عالموں کو نہ محض حق کے قبول کرنے سے محروم رکھا بلکہ سخت عداوت پر آمادہ کر دیا۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، رُوحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 3)

جن لوگوں نے مسیح موعود کو قبول نہیں کیا اُن کی مثال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تاکیدی ارشاد ہے کہ جب تم امام مہدی کو پاؤ تو اُس کو میرا اسلام پہنچانا اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ اگر برف کے پہاڑ سے گھٹنے کے بل گھسٹ گھسٹ کر بھی اس تک پہنچنا پڑے تو پہنچنا اور اس کی بیعت کرنا۔ علماء کہلانے والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان انتہائی اہم ارشادات کو پس پشت ڈال دیا اور سلام پہنچانے کی بجائے اس کی بدترین مخالفت کی۔ ان کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے دی ہے جو سخت بھوکے ہوں اور طرح طرح کی نعمتوں سے مالا مال دسترخوان کو ٹھکرا دیں اور بھوک سے ہلاک ہو جائیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

افسوس کہ چودھویں صدی میں سے بھی بائیس برس گزر گئے اور ہمارے دعوے کا زمانہ اس

ہفت روزہ بدر "مسیح موعودؑ نمبر"

فہرست مضامین

......☆......☆......☆......

قدر لمبا ہو گیا کہ جو لوگ میرے دعویٰ کے ابتدائی زمانہ میں ابھی پیٹ میں تھے اُن کی اولاد بھی جوان ہو گئی۔ مگر آپ لوگوں کو ابھی سمجھ نہ آیا کہ میں صادق ہوں۔ بار بار یہی کہتے ہیں کہ ہم تم کو اس وجہ سے نہیں مانتے کہ ہماری حدیثوں میں لکھا ہے کہ تیس دجّال آئیں گے۔

اَے بدقسمت قوم! کیا تمہارے حصہ میں دجّال ہی رہ گئے۔ تم ہر ایک طرف سے اس طرح تباہ کئے گئے جس طرح ایک کھیتی کو رات کے وقت کسی اجنبی کے مویشی تباہ کر دیتے ہیں۔ تمہاری اندرونی حالتیں بھی بہت خراب ہو گئیں اور بیرونی حملے بھی انتہا کو پہنچ گئے۔ صدی کے سر پر جو مجدّد آیا کرتے تھے وہ بات شاید نعوذ باللہ خدا کو بھول گئی کہ اب کی دفعہ اگر صدی کے سر پر بھی آیا تو بقول تمہارے ایک دجّال آیا۔ تم خاک میں مل گئے مگر خدا نے تمہاری خبر نہ لی۔ تم بدعات میں ڈوب گئے مگر خدا نے تمہاری دستگیری نہ کی۔ تم میں سے روحانیت جاتی رہی صدق و صفا کی بُو نہ رہی۔ سچ کہو اب تم میں روحانیت کہاں ہے، خدا کے تعلقات کے نشان کہاں۔ دین تمہارے نزدیک کیا ہے صرف زبان کی چالاکی اور شرارت آمیز جھگڑے اور تعصب کے جوش اور اندھوں کی طرح حملے۔ خدا کی طرف سے ایک ستارہ نکلا مگر تم نے اس کو شناخت نہ کیا اور تم نے تاریکی کو اختیار کیا اس لئے خدا نے تمہیں تاریکی میں ہی چھوڑ دیا۔

اب اس صورت میں تم میں اور غیر قوموں میں فرق کیا ہے۔ کیا ایک اندھا اندھوں میں بیٹھ کر کہہ سکتا ہے کہ تمہاری حالت سے میری حالت بہتر ہے۔

اَے نادان قوم! مَیں تمہیں کس سے مشابہت دوں۔ تم اُن بدقسمتوں سے مشابہ ہو جن کے گھر کے قریب ایک فیّاض نے ایک باغ لگایا اور اُس میں ہر ایک قسم کا پھلدار درخت نصب کیا اور اس

باقی صفحہ نمبر 33 پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی خبر

۞ هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (الجمعہ:3)

ترجمہ :: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں اُنہیں میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور اُنہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی (اُسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان آیات کی تشریح میں فرماتے ہیں :

اس آیت کریمہ میں جن آخرین کا ذکر کیا گیا ہے ان میں اسی رسول کی بعثت کا ذکر ہے جس کا گزشتہ آیت میں ذکر ہوا ہے۔ (هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا) لیکن اس آیت کے آخر پر وہ چار صفات الٰہیہ بیان نہیں کی گئیں جو آیت نمبر 2 کے آخر پر بیان ہیں بلکہ محض عزیز و حکیم کی دو صفات دوہرائی گئی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس رسول کا آغاز میں ذکر ہے وہ دوبارہ خود مبعوث نہیں ہوگا بلکہ اس کا کوئی ظل مبعوث فرمایا جائے گا جو شرعی نبی نہیں ہوگا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق میں بھی یہی دو صفات الٰہیہ بیان ہوئی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (النساء:159)

۞ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(الصّف آیت 7، 8)

ترجمہ :: اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اَے بنی اسرائیل! مَیں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں، جو (کلام) میرے آنے سے پہلے نازل ہو چکا ہے یعنی تورات، اس کی پیشگوئیوں کو مَیں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ پھر جب وہ رسول دلائل لیکر آ گیا، تو اُنہوں نے کہا یہ تو کھلا کھلا فریب ہے۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا۔

آیت نمبر 7 کی تشریح میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے جو انجیل برنباس میں لکھی ہوئی ہے۔ عیسائی اس کو جھوٹی انجیل قرار دیتے ہیں مگر یہ پوپ کی لائبریری میں پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی دلیل ہے کہ مروّجہ اناجیل میں ’’فارقلیط‘‘ کی خبر دی گئی ہے جس کے معنے ’’احمد‘‘ ہی کے بنتے ہیں۔ پس اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلا واسطہ اور آپؐ کے ایک بروز کی جس کا ذکر اگلی سورۃ میں ہے بالواسطہ خبر دی گئی ہے۔

آیت نمبر 8 کی تشریح میں حضورؓ فرماتے ہیں :

اس آیت میں اس بات کو ظاہر کیا گیا ہے کہ آپؐ کے بروز کی بابت خاص توجہ چاہئے جو ہے تو پیشگوئی کا بالواسطہ مورد لیکن اسلام کی طرف اس کو بلایا جائے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خود دُنیا کو اسلام کی طرف بلاتے تھے۔

……☆……☆……☆……

تمہارا اِمام تمہیں میں سے ہوگا

● عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ (بخاری کتاب الانبیاء)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم (یعنی مثیلِ مسیح) تم میں مبعوث ہوگا جو تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام

● عَن اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا وَاِمَامًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال وخروج عیسی بن مریم وخروج یاجوج وماجوج)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک عیسیٰ بن مریم جو منصف مزاج حاکم اور امام عادل ہوں گے مبعوث ہو کر نہیں آتے قیامت نہیں آئے گی۔ (جب وہ مبعوث ہوں گے تو) وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کے دستور کو ختم کریں گے اور ایسا مال تقسیم کریں گے جسے لوگ قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے۔

امام مہدی و مسیح موعودؑ کا زمانہ

● عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ يَمَانٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَمِائَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَةً يَبْعَثُ اللّٰهُ الْمَهْدِيَّ (النجم الثاقب، جلد 2، صفحہ 209)

حضرت حذیفہ بن یمانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 1240 (سال) کے بعد اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ مسیح موعودؑ کا زمانہ پاؤ تو اُسے میرا اسلام پہنچانا

● اَلَا اِنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ نَبِيٌّ وَلَا رَسُوْلٌ، اَلَا اِنَّهٗ خَلِيْفَتِيْ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْ بَعْدِيْ، اَلَا اِنَّهٗ يَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا اَلَا مَنْ اَدْرَكَهٗ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ السَّلَامَ ۔ (طبرانی الاوسط والصغیر)

خبردار ہو کہ عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امّت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ ضرور دجّال کو قتل کرے گا۔ صلیب (یعنی صلیبی عقیدہ) کو پاش پاش کر دے گا اور جزیہ ختم کر دے گا (یعنی اس کا رواج اُٹھ جائے گا کیونکہ) اس وقت میں (مذہبی) جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یاد رکھو جسے بھی اُن سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا اسلام ضرور پہنچائے۔

امام مہدی کی بیعت کا تاکیدی حکم

● فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَاِنَّهٗ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ۔

اَے مسلمانو جب تمہیں اس کا علم ہو جائے تو فوراً اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ (ابوداؤد باب خروج المہدی)

……☆……☆……☆……

مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اِسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر بھیجا ہے تا کہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں

’’اے بزرگانِ اسلام خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں میں تمام فرقوں سے بڑھ کر نیک ارادے پیدا کرے اور اس نازک وقت میں آپ لوگوں کو اپنے پیارے دین کا سچا خادم بنادے۔ میں اس وقت محض لِلّٰہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پُرآشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمتیں ظاہر کروں اور اُن تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں اُن نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 6، برکات الدعا، صفحہ 34)

خدا تعالیٰ نے میری تحریروں کے ساتھ ہر ایک فرقہ پر اتمام حجت کی

تخمیناً عرصہ بیس برس کا گزرا ہے کہ مجھ کو اس قرآنی آیت کا الہام ہوا تھا اور وہ یہ ہے هُوَ الَّذِيۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ اور مجھ کو اس الہام کے یہ معنے سمجھائے گئے تھے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اِسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور اِس جگہ یاد رہے کہ یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی۔ سو جس قدر اولیاء اور ابدال مجھ سے پہلے گزر گئے ہیں کسی نے ان میں سے اپنے تئیں اِس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا اور نہ یہ دعوٰی کیا کہ اس آیت مذکورہ بالا کا مجھ کو اپنے حق میں الہام ہوا ہے۔ لیکن جب میرا وقت آیا تو مجھ کو یہ الہام ہوا اور مجھ کو بتلایا گیا کہ اِس آیت کا مصداق تو ہے اور تیرے ہی ہاتھ سے اور تیرے ہی زمانہ میں دین اسلام کی فوقیت دوسرے دینوں پر ثابت ہوگی۔ چنانچہ یہ کرشمۂ قدرت مہوتسو کے جلسہ میں ظہور میں آچکا اور اِس جلسہ میں میری تقریر کے وقت بمقابل تمام تقریروں کے ہر ایک فرقہ کے وکیل کو طوعاً یا کرہاً اقرار کرنا پڑا کہ بیشک دین اسلام اپنی خوبیوں کے ساتھ ہر ایک مذہب سے بڑھا ہوا ہے اور پھر اسی پر کفایت نہیں ہوئی بلکہ خدا تعالیٰ نے میری تحریروں کے ساتھ ہر ایک فرقہ پر اتمام حجت کی۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 232)

میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے کوئی نہیں جو میرے مقابل پر ٹھہر سکے

’’میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر ردّ کروں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرّہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں جو میرے مقابل پر ٹھہر سکے۔‘‘ (روحانی خزائن جلد 18، ایک غلطی کا ازالہ، صفحہ 210)

خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے

یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام دُنیا سے بے وارث ہی گزر گئے اور اب اُن کی نسبت کچھ رائے ظاہر کرنا بجز قصّہ خوانی کے اور کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک صدی میں ضرورت کے وقت اُن کے وارث پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس صدی میں یہ عاجز ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کی جائے سو یہی ہو رہا ہے۔ قرآن کریم کے معارف ظاہر ہو رہے ہیں لطائف اور دقائق کلام ربّانی کھل رہے ہیں نشان آسمانی اور خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور اسلام کے حسنوں اور نوروں اور برکتوں کا خدا تعالیٰ نئے سرے جلوہ دکھا رہا ہے جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھے اور جس میں سچا جوش ہے وہ طلب کرے اور جس میں ایک ذرّہ حبّ اللہ اور رسول کریم کی ہے وہ اُٹھے اور آزمائے اور خدا تعالیٰ کی اس پسندیدہ جماعت میں داخل ہووے جس کی بنیادی اینٹ اُس نے اپنے پاک ہاتھ سے رکھی ہے۔ (برکات الدعا، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 24)

مجھے خدا تعالیٰ نے علم قرآن بخشا ہے اور حقائق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں

میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے۔ اس کی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے اور میں اسی لئے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ نے علم قرآن بخشا ہے اور حقائق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصّہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ کیا ضرور نہ تھا کہ ایسی عظیم الفتن صدی کے سر پر جس کی کھلی کھلی آفات ہیں ایک مجدد کھلے کھلے دعوٰی کے ساتھ آتا سو عنقریب میرے کاموں کے ساتھ تم مجھے شناخت کرو گے۔ ہر ایک جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اُسوقت کے علماء کی ناسمجھی اُس کی سدِّ راہ ہوئی آخر جب وہ پہچانا گیا تو اپنے کاموں سے پہچانا گیا کہ تلخ درخت شیریں پھل نہیں لا سکتا اور خدا غیر کو وہ برکتیں نہیں دیتا جو خاصوں کو دی جاتی ہیں۔ اے لوگو! اسلام نہایت ضعیف ہو گیا ہے اور اعداء دین کا چاروں طرف سے محاصرہ ہے اور تین ہزار سے زیادہ مجموعہ اعتراضات کا ہو گیا ہے ایسے وقت میں ہمدردی سے اپنا ایمان دکھاؤ اور مردانِ خدا میں جگہ پاؤ۔ **والسلام علیٰ من اتبع الھدٰی۔** (برکات الدعا، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 36)

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

23 مارچ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑا اہم دن ہے

اس دن حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی با قاعدہ بیعت کے ذریعہ سے بنیاد رکھی

آپ نے فرمایا کہ آنے والا مسیح موعود اور مہدی معہود جس کے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی وہ مَیں ہوں

آپ نے فرمایا کہ مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا کہ توحید کا قیام کر کے محبت الٰہی دلوں میں پیدا کروں

آپ نے فرمایا کہ یہ مقام و مرتبہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ سے سچے عشق کی وجہ سے ملا ہے

ظالم ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کم کرتے ہیں

کاش ان لوگوں کو سمجھ آجائے کہ اس زمانے کے حکم اور عدل اور مسیح اور مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں اور اسلام کی اشاعت اور توحید کا قیام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی حکومت جو دلوں پر قائم ہونی ہے زمینوں پر نہیں وہ مسیح موعود کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی ہے اور آپ کی جماعت کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی ہے نہ کہ کسی تلوار یا بندوق یا طاقت سے یا دہشتگردی پھیلانے سے اور اسلام کے نام پر مظلوموں کو قتل کرنے سے

مسیح موعودؑ نمبر کی مناسبت سے سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ 24 مارچ 2017ء قارئین کی خدمت میں پیش ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ-
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

کل 23 مارچ تھی اور 23 مارچ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑا اہم دن ہے کیونکہ اس دن حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی با قاعدہ بیعت کے ذریعہ سے بنیاد رکھی۔ آپ نے فرمایا کہ آنے والا مسیح موعود اور مہدی معہود جس کے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی وہ مَیں ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا کہ توحید کا قیام کر کے محبت الٰہی دلوں میں پیدا کروں۔

آپ نے فرمایا کہ ”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔“

(الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 306 تا 307)

پھر آپ نے فرمایا کہ یہ مقام و مرتبہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ سے سچے عشق کی وجہ سے ملا ہے۔ اس لئے تمام دنیا کے لئے یہ پیغام ہے کہ اس رسول سے محبت کرو اور اس کی پیروی کرو۔ اس سے خدا تعالیٰ سے بھی تعلق قائم ہوگا اور حقیقی موحّد بھی بن سکو گے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ”تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 13 تا 14)

یہ ہے وہ مقام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت جس کا آپ نے ہمیشہ بھرپور اظہار کیا اور اپنے ماننے والوں کو بھی اس بات کی تلقین کی کہ وہ اس محبت اور مقام کو اپنے سامنے رکھیں۔ ظالم ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے ماننے والے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے مقام کو کم کرتے ہیں۔ اور آجکل الجیریا میں بھی احمدیوں پر یہ الزام لگایا جارہا ہے اور الزام لگا کر انہیں جیلوں میں ڈالا جارہا ہے۔ یہاں تک کہ اب عورتوں پر بھی انہوں نے ہاتھ ڈالنے شروع کر دیئے ہیں۔ ان پر مقدمے قائم کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ کئی کئی گھنٹے سفر کروا کر دودھ پیتے چند مہینوں کے بچوں کے ساتھ عورتوں کو دوسرے شہروں میں لے جایا جاتا ہے اور مقدمہ قائم کیا جاتا ہے اور جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ لیکن عورتیں بھی یہی پیغام مجھے بھجوا رہی ہیں کہ ہم نے مسیح موعود کو مانا ہے اور اس ماننے کے بعد ہی ہمیں حقیقی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ اور آپ سے سچی محبت کی حقیقت پتا چلی ہے۔ ہم کس طرح اپنے ایمان سے پیچھے ہٹ سکتی ہیں۔

جہاں ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان احمدیوں کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے وہاں ہماری یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق توحید کے قیام اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اور توحید کے قیام کے لئے آپ کی تڑپ کی ایک جھلک آپ کے ان الفاظ سے ملتی ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ: ’’دیکھ! میری روح نہایت توکّل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانے کی طرف آتا ہے۔ سو مَیں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی عزت کے لئے بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں اور جس کو تُو نے بھیجا ہے اس کی تکذیب کر کے ہدایت سے دُور نہ جاپڑیں۔‘‘ فرمایا کہ ’’مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے مجھے بھیجا ہے اور میری تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں۔ یہاں تک کہ سورج اور چاند کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں پیشگوئی کی تاریخوں کے موافق گرہن میں آویں...... مَیں تجھے پہچانتا ہوں کہ تُو ہی میرا خدا ہے۔ اس لئے میری روح تیرے نام سے ایسی اچھلتی ہے جیسا کہ شیرخوار بچہ ماں کے دیکھنے سے۔ لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 511)

اس بات سے جہاں آپ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کی عظمت قائم کرنے کے لئے تڑپ نظر آتی ہے وہاں انسانیت کو بچانے کے لئے بے چینی کا بھی شدید اظہار نظر آتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ آپ ہی تو آخری زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو دلوں میں قائم کرنے والے اور نہ صرف خود قائم کرنے والے ہیں بلکہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ کو کس قدر تڑپ تھی کہ اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت کی یہ چنگاری دوسروں کے دلوں میں بھی پیدا ہو جائے۔ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں۔

’’کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتا نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے مَیں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے مَیں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 21 تا 22)

ان الفاظ کی تہہ میں کس قدر درد ہے۔ بلکہ کہنا چاہئے کہ ہر ہر لفظ میں درد کے کئی پہلو چھپے ہوئے ہیں۔ ہر لفظ کے کئی پَرت ہیں اور ہر پرت میں درد ہے اور ان کی گہرائی میں ہر ایک اپنے فہم اور ادراک کے لحاظ سے جا سکتا ہے لیکن جس حد تک بھی کوئی اپنی استعداد کے مطابق پہنچے گا روحانیت میں غیرمعمولی بلندی اور غیرمعمولی ترقی حاصل کرنے والا ہوگا۔ پھر خدا تعالیٰ کی عبادت اور خدا تعالیٰ سے محبت کی نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اُس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے؟ پھر اگر تم کو اُس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں‘‘۔ فرماتے ہیں ’’غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلّی اسباب پر گر گئی ہیں‘‘ (دنیاداری اور مادیت کے علاوہ ان میں کچھ نہیں) ’’اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی۔ اور جیسے گِدھ اور کُتّے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے۔ وہ خدا سے بہت دور جا پڑے......‘‘

فرمایا کہ ’’...... مَیں تمہیں حدِّ اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا‘‘۔ (کام کرنے سے، چیزوں سے فائدہ اٹھانے سے، مادی چیزوں کے استعمال سے منع نہیں کرتا) ’’بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے‘‘ (یہ وسائل جو ہیں، جو مادی چیزیں ہیں یہ وہی مہیا کرتا ہے۔ ان پر نہ گرو بلکہ خدا کی طرف دیکھو جو یہ چیزیں مہیا کرتا ہے) فرمایا کہ ’’اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 21 تا 22)

پس یہ تعلق ہے خدا تعالیٰ سے جس کو ہم نے حاصل کرنا اور قائم کرنا ہے۔ جو آپ اپنے ماننے والوں سے چاہتے ہیں کہ یہ معیار حاصل ہوں۔

جیسا کہ مَیں ابھی ذکر کر چکا ہوں کہ توحید کے قیام اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام آپ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ سے عشق و محبت کی وجہ سے ملا۔ اس عشق و محبت کے نظارے ہمیں آپ کی ذات میں کس طرح نظر آتے ہیں اس کے بیشمار واقعات ہیں۔

ایک واقعہ کو راوی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ مسجد مبارک میں اکیلے ٹہل رہے تھے اور کچھ گنگنا رہے تھے اور ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ جب اس شخص نے عرض کی کہ کون سا صدمہ حضور کو پہنچا ہے؟ تو فرمایا کہ مَیں حضرت حسّان بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا۔ شعر یہ ہے:

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے خدا کے پیارے رسول! تُو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مَرے مجھے تو تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میں یہ شعر جب پڑھ رہا تھا تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا‘‘ یہ شعر پڑھتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے بے انتہا آنسوؤں کا نکلنا آپ کے دل کی کیفیت کا حال بتا رہا تھا۔ پس وہ لوگ اس عشق و محبت کے اظہار کے قریب بھی کہاں پہنچ سکتے ہیں جو آپ پر الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے اونچا درجہ دیا ہوا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی اس جذباتی حالت کی جو

کیفیت تھی اس کا بڑے دردانگیز انداز میں اس طرح نقشہ کھینچا ہے کہ وہ شخص جس نے ہر قسم کی سختی اور تنگی کا سامنا کیا، جس پر مخالفتوں کی بے شمار آندھیاں چلیں، بیشمار تکلیفوں اور ایذاؤں سے گزرے۔ قتل کے مقدمات آپ پر بنے۔ عزیزوں اور قریبیوں اور دوستوں حتی کہ بچوں کی موت کے نظارے دیکھے۔ لیکن آپ کے قریب رہنے والوں نے کبھی آپ کے چہرے اور آنکھوں پر آپ کے دلی جذبات کا اظہار نہیں دیکھا۔ لیکن اس موقع پر جہاں عشق رسول کے اظہار کا موقع آیا تو آپ کی آنکھیں سیلاب کی طرح بہہ نکلیں۔

(ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 28 تا 30)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے نظارے آپ کی تحریروں اور ملفوظات میں بھی بیشمار ملتے ہیں۔ ایک جگہ مخالفین اسلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہنسی ٹھٹھا کرنے کی باتیں سن کر اپنی دلی کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ’میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم! اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور مَیں اپنی تمام مُرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تُو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 15، عربی عبارت کا اردو ترجمہ)

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 43 تا 44)

کیا کوئی ہے جو اس طرح کے جذبات کا اظہار کر سکے۔ عشق و محبت کا دعویٰ کرنے والے تو بہت ہیں۔ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے نام پر فتنہ و فساد اور قتل و غارت کرنے والے تو بہت لوگ ہیں۔ لیکن کیا کوششیں کی ہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا سے منوانے کے لئے اور اسلام اور قرآن کو دنیا میں پھیلانے کے لئے۔ آپ کے الفاظ صرف منہ کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ آپ کے ساتھ تعلق رکھنے والے بھی اور غیر بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت کا اظہار آپ کے دل کی آواز اور آپ کے ہر عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا اظہار کرتے ہوئے امرتسر کے ایک اخبار جس کا نام ’’وکیل‘‘ تھا جو غیر احمدیوں کا اخبار تھا اس نے آپ کی وفات پر لکھا کہ: ’’مرزا صاحب کی رحلت نے ان کے بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص اُن سے جدا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی مخالفین اسلام کے مقابلے پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا بھی جو اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا ہے‘‘۔ پھر کہتا ہے ’’مرزا صاحب کے لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے‘‘۔ لکھتا ہے کہ ’’آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے‘‘ (دفاع جو اسلام کا دفاع ہے کسی درجہ تک وسیع ہو جائے) ’’ناممکن ہے کہ مرزا صاحب کی تحریریں نظر انداز کی جاسکیں۔‘‘ (بحوالہ سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 45 تا 46) ان تحریروں کے بغیر اسلام کا دفاع ممکن ہی نہیں۔

پس یہ سب کچھ جو آپ نے کیا، تو اسلام کو اللہ تعالیٰ کا آخری دین اور کامل اور مکمل دین ثابت کرنے کے لئے کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی وجہ سے آپؐ کے مقام کا لوہا منوانے کے لئے کیا۔ دنیا کو بتانے کے لئے کیا کہ اصل مقام آپ کا ہی ہے۔ تمام دنیا کو اور دنیا کے مذاہب پر یہ واضح کیا کہ دین محمدؐ جیسا کوئی دین نہیں ہے۔

اعتراض کرنے والے، آپ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے اظہار کو تو پڑھیں، اس پر غور کریں ورنہ اعتراض برائے اعتراض تو جہالت کی نشانی ہے۔ آپ ایک وفا شعار شاگرد اور ایک احسان مند خادم کی طرح ہمیشہ فرماتے تھے کہ یہ سب کچھ مجھے میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور آپ کی پیروی سے ہی ملا ہے۔ چنانچہ اس کا اظہار کرتے ہوئے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’مَیں اسی (خدا) کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم سے مکالمہ و مخاطبہ کیا اور پھر اسحاقؑ سے اور اسماعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی، ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔‘‘

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 411 تا 412)

یہ باتیں سن کر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرتا ہے وہ ظالم اور جاہل اور فتنہ پرداز ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ جو بڑے بڑے علماء بنے پھرتے ہیں ان کا معاملہ اب خدا تعالیٰ پر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد جہاں توحید کا قیام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو واضح کر کے دنیا کو آپ کے جھنڈے تلے لانا تھا وہاں حقوق العباد کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کا اِدراک دلوانا اور اس پر عمل کروانا بھی تھا۔ چنانچہ آپ نے شرائط بیعت میں بھی یہ شرط رکھی بلکہ دو شرائط براہ راست اس تعلق سے ہیں۔

شرط نمبر 4 میں آپ نے فرمایا کہ ’’عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا‘‘۔ (بیعت کرنے والا یہ عہد کرے) ’’نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔‘‘

پھر نویں شرط ہے کہ ’’عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 564)

چنانچہ اس کے مطابق اسلامی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ’’دین کے دو ہی کامل حصے ہیں۔ ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کیلئے دعا کرنا۔‘‘

(نسیم دعوت، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 464)

پھر آپ فرماتے ہیں ’’اسلامی تعلیم کے رُو سے دین اسلام کے حصے صرف دو ہیں۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیم دو بڑے مقاصد پر مشتمل ہے۔‘‘ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اوّل (یہ کہ) ایک خدا کو جاننا جیسا کہ وہ فی الواقعہ موجود ہے اور اس سے محبت کرنا اور اس کی سچی اطاعت میں اپنے وجود کو لگانا جیسا کہ شرط اطاعت و محبت ہے۔‘‘ پھر فرمایا کہ ’’دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قویٰ کو خرچ کرنا۔‘‘ (تمام تر طاقتیں اور استعدادیں اور صلاحیتوں کو خرچ کرنا) ’’اور بادشاہ سے لے کر ادنیٰ انسان تک جو احسان کرنے والا ہو شکر گزاری اور احسان کے ساتھ معاوضہ کرنا۔‘‘

(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 281)

پس یہ ہے وہ تعلیم جو خدا تعالیٰ کی محبت کے بعد مخلوق سے معاملہ کرنے کی ہے۔ یا یوں

کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے اس کی مخلوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتی ہے۔

اس بارے میں آپ کی اپنی حالت اور عمل کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی حالت اس بارے میں کیا تھی؟ آپ کس طرح عمل فرماتے تھے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ آپ فرماتے ہیں: ’’مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے‘‘ (یعنی مَیں کسی کو بھی، ان مخالفت کرنے والوں کو بھی دشمن نہیں سمجھتا) فرمایا ’’میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے، بلکہ اس سے بڑھ کر‘‘۔ فرمایا کہ ’’مَیں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔‘‘

(اربعین، روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 344)

پھر آپ ایک جگہ مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنے نوع سے محبت کرتی ہے۔‘‘ (جو اس کی جنس ہو، قسم ہو، اسی سے محبت کرتی ہے) ’’یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی (چیونٹیوں سے) اگر کوئی خودغرضی حائل نہ ہو۔ پس جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اس کا فرض ہے۔‘‘ فرمایا کہ جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے (آپ خدا تعالیٰ کی طرف بلا رہے ہیں) اس کا فرض ہے ’’کہ سب سے زیادہ محبت کرے۔ سو میں نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ ہاں ان کی بدعملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہوں۔ کسی کی ذات کا دشمن نہیں۔ اس لئے وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں اور یہ امر کہ وہ مال جو مجھے ملا ہے وہ حقیقت میں از قسم ہیرا اور سونا اور چاندی ہے کوئی کھوٹی چیز نہیں ہیں بڑی آسانی سے دریافت ہوسکتا ہے اور وہ یہ کہ ان تمام درہم اور دینار اور جواہرات پر سلطانی سکّہ کا نشان ہے۔‘‘ (یعنی سلطانی بادشاہ کے سکّہ کا نشان ہے۔ کون سا بادشاہ؟) ’’یعنی وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہیں‘‘ (اللہ تعالیٰ میری تائید کرتا ہے۔ میری گواہی دیتا ہے)۔ فرمایا کہ ’’مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور مجھے خدا کی پاک اور مطہّر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلا واسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانے کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔‘‘

(اربعین نمبر 1، روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 345)

یہ باتیں صرف آپ نے لکھنے کے لئے نہیں لکھ دیں یا صرف دعویٰ ہی نہیں کیا کہ آپ کو بنی نوع سے محبت ہے اور سب سے زیادہ محبت ہے۔ اس کے عملی اظہار بھی آپ کی زندگی میں ہمیں نظر آتے ہیں۔ ایک طرف آپ کے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ ہے اور اس دعوے کی تصدیق کے لئے اللہ تعالیٰ جب لوگوں کے لئے بعض نشان ظاہر فرماتا ہے، ایسے نشان جو آفات کے رنگ میں ہیں تو آپ بے چین ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے ایک حصہ میں رہتے تھے بیان کرتے ہیں کہ طاعون کی وبا پھیلنے کے دنوں میں جب ایک ایک دن میں بیشمار لوگ اس کا شکار ہو رہے تھے اور موت کے منہ میں جا رہے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعا کرتے ہوئے سنا جسے سن کر مَیں حیران رہ گیا۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ’’اس دعا میں آپ کی آواز (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز) میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والوں کا پتہ پانی ہوتا تھا۔‘‘ (سن کے بھی عجیب جذباتی کیفیت طاری ہوجاتی تھی)۔ ’’اور آپ اس طرح پر آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کرتے تھے (اس طرح رو رہے تھے اور ایسی تکلیف سے آپ کی آواز نکل رہی تھی) جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بیقرار ہو‘‘ (مولوی صاحب کہتے ہیں کہ) میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق الٰہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا کرتے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہوجائیں گے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔‘‘

(ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 54)

پس غور کریں کہ ایک پیشگوئی کے مطابق مخالفوں پر یہ عذاب آ رہا ہے لیکن آپ اس کے دُور ہونے کی دعا مانگ رہے ہیں اور اس عذاب کے ٹلنے کی وجہ سے عین ممکن ہے بلکہ مخالفین نے شور بھی مچانا تھا۔ آپ کی پیشگوئی مشکوک ہوسکتی تھی۔ لیکن بنی نوع انسان کی ہمدردی نے اس کی پرواہ نہیں کی اور دعا یہ کرتے ہیں کہ ان کو عذاب سے بچالے اور ایمان کی سلامتی کے لئے کوئی دوسرا راستہ دکھادے۔ آپ کے مخالف بھی کبھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ نے ہمدردی کے موقع پر ان سے ہمدردی نہیں کی۔ اس کے بیشمار واقعات آپ کی زندگی میں ملتے ہیں۔ ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔

جب منارۃ المسیح کی تعمیر شروع ہونے لگی تو ہندوؤں نے شور مچایا کہ اس سے ہمارے گھروں کی بے پردگی ہوگی۔ اس پر حکومت کی طرف سے ایک مجسٹریٹ تحقیق کے لئے آیا۔ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام تفصیل بیان کی۔ بتایا کہ یہ تو ایک نشان کے طور پر ہے۔ اس پر روشنی لگائی جائے گی۔ علاقہ روشن ہوگا۔ بے پردگی بالکل نہیں ہوگی۔ اور اگر ان کی بے پردگی ہے تو ہمارے گھروں کی بھی ہوگی۔ تو یہ بالکل غلط تأثر ہے کہ بے پردگی ہوگی۔ یہ سب فضول عذر ہیں۔ مجسٹریٹ کے ساتھ وہاں کے ایک ہندو لالہ بڈھامل بھی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ یہاں رہتے ہیں۔ قادیان میں ہمارے ہمسائے ہیں۔ اس شہر کے رہنے والے ہیں۔ ان کو پتا ہے کہ میں نے ہمیشہ ہمسایوں کا اور مخلوق کا خیال رکھا ہے۔ یہ لالہ بڈھامل آپ کے ساتھ ہیں۔ ان سے پوچھیں کہ کبھی کوئی ایک ایسا موقع بھی آیا ہے جب ان کو میری مدد کی ضرورت ہوئی اور میں نے اس میں کوئی کمی کی ہو یا کسی بھی قسم کا فائدہ انہیں پہنچانے میں میری طرف سے کبھی روک ہوئی ہو۔ اور پھر ان سے یہ بھی پوچھ لیں کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ انہیں (لالہ صاحب کو) مجھے نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ملا ہو اور یہ نقصان پہنچانے سے رکے ہوں۔ انہوں نے ہمیشہ مجھے نقصان پہنچایا اور مَیں نے ہمیشہ ان کو فائدہ پہنچایا۔ اس وقت لالہ صاحب وہاں مجسٹریٹ کے ساتھ تھے ان کو جرأت نہیں ہوئی کہ اس بات کا انکار کریں بلکہ شرم اور ندامت کا اظہار تھا۔

(ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 61 تا 63)

پس یہ تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمونے کہ نقصان پہنچانے والوں کو بھی ہمدردیٔ مخلوق کے تحت فائدہ پہنچایا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب جنہوں نے مخالفت کی انتہا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لگایا اور دجّال اور ضال قرار دیا، نعوذ باللہ۔ سارے ملک میں آپ کے خلاف نفرت اور دشمنی کی آگ بھڑکائی لیکن مقدمے میں جب آپ کے وکیل نے مولوی محمد حسین کے خاندان کے بارے میں بعض طعن آمیز سوالات کرنے چاہے تو آپ علیہ السلام نے سختی سے روک دیا۔ وکیل مولوی فضل دین صاحب غیر احمدی تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مرزا صاحب عجیب انسان ہیں، عجیب اخلاق کے مالک ہیں کہ ایک شخص ان کی عزّت بلکہ جان پر حملہ کرتا ہے اور اس کے جواب میں جب اس کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے بعض سوالات کئے جاتے ہیں تو آپ فوراً روک دیتے

ہیں کہ مَیں ایسے سوالات کی اجازت نہیں دیتا۔ انہی مولوی محمد حسین کے بارے میں اپنے ایک عربی شعر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

قَطَعۡتَ وِدَادًا قَدۡ غَرَسۡنَاہُ فِی الصَّبَا
وَلَیۡسَ فُؤَادِیۡ فِی الۡوِدَادِ یُقَصِّرٗ

یعنی تُو نے اس محبت کے درخت کو اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا جو ہم نے جوانی کے زمانے میں اپنے دل میں نصب کیا تھا مگر میرا دل کسی صورت میں محبت کے معاملے میں کمی اور کوتاہی کرنے والا نہیں۔ (ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 57 تا 59)

بہر حال یہ تو ایک مثال ہے کہ آپ کے مشن کو ختم کرنے کے لئے بہت سارے مسلمان علماء نے کوششیں کیں۔ بیشمار نام نہاد علماء نے آپ کی مخالفت کی۔ آپ پر کفر کے فتوے لگائے اور اب تک لگاتے چلے آ رہے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں، مسلمان ممالک میں ہماری مخالفت ہوتی ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا ہم پر اثر ہے کہ آج بھی ہم ان مخالفین کے جواب میں ان کے خلاف اخلاقی معیاروں کو نہیں چھوڑتے اور قانون کو بھی اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے۔ کاش ان لوگوں کو سمجھ آ جائے کہ اس زمانے کے حَکَم اور عدل اور مسیح اور مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں اور اسلام کی اشاعت اور توحید کا قیام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی حکومت جو دلوں پر قائم ہونی ہے، زمینوں پر نہیں، دلوں پر قائم ہونی ہے وہ مسیح موعود کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی ہے اور آپ کی جماعت کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی ہے نہ کہ کسی تلوار یا بندوق یا طاقت سے یا دہشتگردی پھیلانے سے اور اسلام کے نام پر مظلوموں کو قتل کرنے سے۔ یورپ میں جو واقعات ہو رہے ہیں یہ اسلام کے نام پر افراد یا تنظیمیں کر رہی ہیں یا یہاں لندن میں دو دن پہلے ظالمانہ طور پر معصوموں کو قتل کیا گیا ہے۔ راہ چلتے راہگیروں پر کار چڑھا دی۔ ایک پولیس والے کو قتل کیا۔ تو یہ اسی وجہ سے ہے کہ ان نام نہاد علماء نے لوگوں کی غلط رہنمائی کر کے ان کے دلوں میں بجائے اسلام کی خوبصورت تعلیم ڈالنے کے ظلم و بربریت کے خیالات پیدا کر دیئے ہیں۔

پس ایسے میں ہم احمدیوں کا کام ہے جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہتا رہا ہوں اور اکثر کہتا ہوں کہ اسلام کے حسن کو دنیا کے سامنے پیش کریں جہاں تک احمدیت کی مخالفت کا تعلق ہے یہ احمدیت کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، اس لئے ہی بھیجا ہے کہ آپ کو کامیاب کرنا ہے اور اسلام اب آپ کے ذریعہ ہی پھیلنا ہے۔ پس ہم نے اس اسلام کو پھیلانا ہے۔ قتل و غارت کی، معصوموں کو قتل کرنے کی جو یہ حرکتیں ہو رہی ہیں ان حرکتوں کو ہمیں سختی سے ہر جگہ ردّ کرنا چاہئے اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہئے اور متاثرین سے ہمدردی کرنا بھی ہمارا کام ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ (یٰس: 31) پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے رُو برو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدے سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 66 تا 67)

اللہ تعالیٰ کے مسیح کا لگایا ہوا یہ بیج اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھل پھول اور بڑھ رہا ہے۔ ہم نے اگر اس کی سبز شاخیں بننا ہے تو ہمارا کام ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور عمل سے ثابت ہے ہم اللہ تعالیٰ سے محبت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور اپنے اعمال اور نوع انسان سے ہمدردی اور محبت کو اس طرح بنائیں کہ ہمارے ہر عمل سے یہ نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2017

موعود اقوامِ عالم

(تنویر احمد خادم،، نائب ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ)

هُوَالَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورۃ الصّف:10)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرک کیسا ہی ناپسند کریں۔

قابل احترام صدر اجلاس اور سامعین کرام! آج کے اس مبارک موقع پر میری تقریر کا عنوان ''موعود اقوام عالم'' ہے۔یعنی وہ مصلح جس کی آمد کے متعلق مختلف مذاہب میں پیشگوئیاں موجود ہیں۔

معزز سامعین! آج کے اس زمانہ میں لادینیت کا دور دورہ ہے۔لوگ برائیوں اور غلط اعمال میں حد سے زیادہ بڑھ چکے ہیں۔ گناہ، جھوٹ اور بے حیائی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ مذہب اور مذہبی تعلیمات کی کچھ بھی قدر و قیمت نہیں رہی اور کون سی برائی اور بداخلاقی ہے جس کے دلدل میں انسان پھنسنے پر مجبور نہ ہو رہا ہو اور اس سے بچنے کا اُس کو کوئی بھی راستہ نظر نہیں آرہا۔موجودہ زمانے میں دنیا میں گناہوں کی اس قدر کثرت ہے کہ اس کی مثال دنیا کی پہلی تاریخ سے نہیں ملتی۔

اس وقت قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (سورۃ الروم:42) خشکی اور تری ہر طرف فساد ہی فساد پیدا ہو چکا ہے۔

گورو گرنتھ صاحب کے ارشاد کے مطابق ''کوڑ اماوس سچ چندرما دیسے ناہی کہ چڑھیا'' والی صورت پیدا ہو چکی ہے۔اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان اس رب کو بھول چکا ہے جس نے اس کائنات کو پیدا کیا اور پال رہا ہے ۔کہیں مار کُٹائی، کہیں خون خرابا، کہیں زلزلے، کہیں سیلاب، کہیں مختلف قسم کی خطرناک بیماریاں اور کہیں قوموں اور ملکوں کی آپسی جنگوں سے دنیا کیڑوں اور مکوڑوں کی طرح ہلاک ہو رہی ہے اور دنیا سورداس جی کے مطابق کہ ''دُشٹ دُشٹ کو ایسے کاٹے جیسے کیٹ مرے'' کا مصداق بن چکی ہے اور اب دنیا کی تباہی کے لئے تیسری جنگ عظیم نے منہ کھولا ہوا ہے۔ جس کی تباہی کے بارہ میں سُن کر انسان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ جب انسان رب کو بھول جاتا ہے تو اس قسم کے دُکھ اور پریشانیاں اس کو گھیر لیتی ہیں۔

سامعین کرام! سکھ مذہب میں بھی اس زمانے کی ابتر حالت کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور پیشگوئیاں بھی موجود ہیں کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں انسان دین کو بالکل بُھول جائے گا اور انسانیت نام کی چیز ختم ہو جائے گی نیز برائیوں اور گناہوں سے دنیا بھر جائے گی۔ جیسا کہ فرمایا:

دھندو کار جو ورتسی نہ ہندو نہ مسلمان
رام رحیم نہ جان سن نہ کو کہے کلام
نہ گائیتری نہ ترپنو نہ فاتحہ نہ درود
نہ تیرتھ نہ دیہورا نہ دیوی نہ پوج
گورمکھ کوئی نہ جان سی نہ کوئے اپدیس
بید کتیب نہ جان سن نہ دوارہ نہ مسیت
روزہ بانگ نہ ورت نیم نہ کوکڈھے حدیث
کوئی نہ کس کی جان سن نہ کو کرے سلام
نانک شبد ورتدا اس کوٹی مدھی جان

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ جس میں ظلم بڑھ جائے گا۔ ہندو اور مسلمان ہر دو اپنے دین کو چھوڑ دیں گے۔ ہندو گائتری اور ترپنوں کو بُھول جائیں گے۔ مسلمان فاتحہ اور درود سے بے خبر ہوں گے۔ دیوی اور تیرتھ یاترا کو ترک کر دیں گے۔ سچے خدا کو کوئی نہ پہچانے گا اور کوئی بھی نصیحت کی بات نہ سنے گا۔ ہندو اور مسلمان اپنی اپنی مذہبی کتب اور شعائر اللہ کو بُھلا دیں گے۔ مسلمان نماز اور روزہ چھوڑ دیں گے اور مسجد کو دور سے سلام کریں گے۔ اسی طرح یہ باتیں پوری ہوں گی۔

اسی طرح ہندو مذہب کے شری مدبھگوت پُران، کلکی پُران، برہم پُران، ہری ونش پُران، گرگ سنگیتا، رام چرت مانس، سکند پُران، اور مہابھارت میں کلیگ کے آخری حصے کی جو علامات اور نشانیاں بیان کی گئی ہیں وہ تقریباً ملتی جلتی ہیں اور ان کا خلاصہ مہابھارت میں لکھا ہے کہ مہاراجہ یُدھشٹر نے مارکنڈیا رشی سے کلجگ کے بارے میں دریافت کیا تو مارکنڈیا رشی نے بتایا کہ:

اے راجن! کلیگ میں اس دنیا کا کیا حال ہوگا؟ وہ میں بتاتا ہوں، غور سے سنو، کلجگ کے شروع ہوتے ہی مذہب کا چوتھا حصہ رہ جائیگا اور اس کے اختتام میں وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اس وقت لوگ گناہوں کی طرف زیادہ دھیان دیں گے۔ لوگوں کا کیریکٹر خراب ہو جائے گا۔ برہمن ویدوں کو چھوڑ دیں گے اور ویدوں سے خالی ہو جائیں گے ...... اس وقت سچائی کا گلا گھونٹا جاتا ہے۔ برہمن، کھتری، ویش مجاہدہ اور صدق کو ترک کر کے شودروں کی طرح ہو جاتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کا مال چھیننے کی کوشش کرتے ہیں۔ عورتیں مردوں پر حکومت کرتی ہیں، زنا کاری بہت بڑھ جاتی ہے۔ خدا کی عبادت کی طرف لوگ دھیان نہیں دیں گے۔ نااہل اور گناہ گار حکام کی وجہ سے عوام ٹیکسوں کے بوجھ تلے دَب جاتی ہے۔ لوگوں میں ماں باپ کی عزّت نہیں رہتی، جب یہ حالات پیدا ہوں گے تو کلکی اوتار ظاہر ہو جائیں گے اور گناہوں کا خاتمہ کریں گے۔

یہودی اور عیسائی مذہب میں بھی آخری زمانے کے حالات اس طرح بیان کئے گئے ہیں:

''پر یہ جان لو! آخری زمانہ میں بُرے دن آئیں گے۔ کیونکہ لوگ خودغرض، ظالم، شیخی باز، متکبر، بدیاں کرنے والے، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے، ناشکرے، ناپاک، محبت سے خالی، تہمتیں لگانے والے، بے باک، بداخلاق، اعمال صالحہ کے دشمن، دھوکے باز، ڈھیٹ، گھمنڈ کرنے والے، اللہ کو چھوڑ کر عیش و عشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہوں گے۔''

(تیمیتھیس نمبر 2، آیت 1 تا 5)

سامعین کرام! مذہبی کتب کے علاوہ زمانہ حال کے بڑے بڑے علماء بھی یہ اقرار کر رہے ہیں کہ دنیا اور خاص طور سے مسلمانوں کے حالات بگڑ چکے ہیں۔ سر سید احمد خان لکھتے ہیں:

''اگر آج خدا کی توحید کا سبق دینے والے اور دنیا میں اتحاد و اتفاق پھیلانے والے تھوڑی دیر کیلئے ہمارے پاس آئیں تو قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری اور سارے جہان کی جان ہے کہ مشکل سے ہی پہچانیں گے کہ یہ انکی ہی اُمت ہے جس کو انہوں نے توحید کا سبق دیا تھا۔''

(تہذیب الاخلاق، جلد 1، صفحہ 344)

اسی طرح مولوی شکیل احمد سہسوانی نے سن 1309 ہجری میں لکھا کہ:

دین احمد کا زمانے سے مٹا جاتا ہے نام
قہر ہے اے میرے اللہ یہ ہوتا کیا ہے
کس لئے مہدیٔ برحق ظاہر نہیں ہوتے
دیر عیسیٰ کے اُترنے میں خدایا کیا ہے

اردو کے مشہور شاعر علامہ حالی لکھتے ہیں:

وہ دین، ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
فریاد ہے، اے کشتیٔ اُمت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

معزز سامعین! جیسا کہ ہم سن چکے ہیں کہ ہر مذہب کی مقدس کتب کے مطابق کلیگ میں دنیا کی حالت بہت خراب ہو جائے گی اور ہر مذہب میں ایسے حالات کا ذکر کر کے اس کا یہ حل بتایا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں جب ظلمت چھا جائے گی تو بدں اور گناہگاروں کو ختم کرنے اور مذہب کی حفاظت کرنے کیلئے ایک ہادی مبعوث ہوگا جس کو کلکی کا اوتار یا اسلامی اصطلاح میں ''موعود اقوام عالم'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مقدس گیتا میں یہ فرمان درج ہے جس کا اردو ترجمہ اس طرح ہے:

''اے ارجن جب جب بھی دھرم کی نیستی اور ادھرم کا دور دورہ ہوتا ہے تب تب میں

ہادی کو بھیجتا ہوں۔ نیک لوگوں کی حفاظت اور برے لوگوں کے خاتمہ اور مذہب کی حفاظت کیلئے ہادی کے روپ میں ظاہر ہوتا ہوں۔''

(شریمد بھگوت گیتا، ادھیائے 4، شلوک 78)

اسی طرح یہودی اور عیسائی مذہب کی مذہبی کتب میں کئی مقامات پر یہ پیشگوئی درج ہے کہ آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ دنیا کی ہدایت کیلئے ایک ہادی کو بھیجے گا۔ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے کہ

''تم نے اپنی باتوں سے خداوند خدا کو بیزار کر دیا ہے۔ دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجونگا۔ وہ میرے آگے میری راہ درست کرے گا اور وہ خداوند جس کی تلاش میں ہو، ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں اچانک آئے گا۔ دیکھو وہ یقیناً آئے گا رب الافواج فرماتا ہے۔'' (ملاکی نبی کی کتاب، باب 2، آیت 17)

عیسائی مذہب کے مطابق حضرت مسیح ناصری اپنی آمد ثانی کے بارہ میں پیشگوئی کرتے ہیں کہ

''دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے کیوں کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے تم مجھے پھر نہ دیکھو گے جب تک کہ کہو گے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔''

(متی، باب 23، آیت 38، 39)

اسی طرح سکھ مذہب کے مطابق:

جب جب ہوت ارشٹھ اُپارا
تب تب دے دھرت اوتارا

یعنی جب جب بھی دنیا میں گناہ پھیلتا ہے اور انسان خدا سے دُور ہوتا ہے تب تب ہی زمین پر اللہ کی طرف سے اوتار اور ہادی پیدا ہوتے ہیں۔

گوربانی میں یہ فرمان بھی درج ہے کہ

ہر جُگ جُگ بھگت اُپایا
پیج رکھدا آیا رام راجے

اسی طرح اسلام میں بھی اس کلیگ اور آخری زمانہ میں ایک امام مہدی کے آنے کی خوش خبری دی گئی ہے۔ بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جب قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی کہ

وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ

(سورۃ الجمعہ: 4)

یعنی اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کروں گا) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔

تو صحابہؓ نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ آخرین سے کون مراد ہیں۔ تو حضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (جو اُس وقت اس مجلس میں بیٹھے تھے) کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے فرمایا کہ:

لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ

(صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن)

یعنی اگر آخری زمانہ میں ایمان ثریا پر بھی چلا جائے گا تو ان (یعنی اہل فارس) میں سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اس کو واپس زمین پر لے آئیں گے۔

سامعین کرام! قرآن کی اس آیت اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آخری زمانے میں ایک ہادی ظاہر ہوگا جو اہل فارس میں سے ہوگا اور فرمایا کہ

يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَّلْقٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَّهْدِيًّا

(مسند احمد)

یعنی جو بھی تم میں سے زندہ ہوگا وہ عیسیٰ ابن مریم کو اس حال میں ملے گا کہ وہ امام مہدی ہونگے۔

اور پھر فرمایا کہ

لَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن)

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ عیسیٰ اور مہدی دو وجود نہیں ہونگے بلکہ ایک ہی وجود کے دو نام ہونگے۔

پھر یہاں تک اس بات کو واضح کر دیا کہ آنے والا مہدی اور مسیح 13 ویں صدی ہجری کے آخر اور 14 ویں صدی ہجری کے شروع میں ظاہر ہوگا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَّمِاَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَةً يَّبْعَثُ اللّٰهُ الْمَهْدِيَّ

(النجم الثاقب، جلد 2، صفحہ 209)

یعنی جب میرے بعد 1240 سال یعنی 13 ویں صدی ہجری کا آخر ہوگا تو امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہو جائیں گے۔

سامعین کرام! بائبل کی پیشگوئیوں کے مطابق عیسائی پادریوں اور نجومیوں نے سن 1868ء میں مسیح کی آمد ثانی کا اعلان کیا اور مسیحی دنیا نے بڑی بیقراری کے ساتھ حضرت مسیح کا انتظار شروع کر دیا۔ جب یہ وقت گزر گیا اور مسیح نہ آئے تو سخت مایوسی ہوئی۔

پھر ایک اور کتاب ''ہزار سالہ سلطنت مسیح'' شائع ہوئی اور پرانے حساب کی درستی کر کے سن 1873ء کی تاریخ مقرر ہوئی جس سے مسیح کا انتظار کرنے والوں کی ایک مرتبہ پھر امید بندھ گئی پر یہ تاریخ بھی خالی نکل گئی اور عیسائی دنیا میں پھر مایوسی چھا گئی۔

پھر مسٹر آئیل بی نے مشہور کتاب ''The Appointed Time'' شائع کی جس میں پہلے سارے اندازے غلط قرار دے کے مسیح کی آمد ثانی کا آخری سن 1898ء لکھا گیا۔ اس اعلان سے عیسائی دنیا میں ایک مرتبہ پھر خوشی کی لہر دوڑ گئی پر یہ سن بھی گزر گیا اور کسی نے ابن آدم کو آسمان سے اُترتے نہ دیکھا۔ آخر کار ان لوگوں نے مایوس ہو کے یہ لکھ دیا کہ

It is further said that the time for the coming of messiah is expired.

(طالمود، صفحہ 35، مولفہ مسٹر جوزف بارکلے)

یعنی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنے والے مسیح کا وقت گزر چکا ہے۔

آج تک جو بھی وقتاً فوقتاً عیسائی پادریوں کی طرف سے مسیح کی آمد ثانی کا وقت مقرر کیا گیا ہے وہ گزر گیا اور مسیح مبعوث نہ ہوئے۔

معزز سامعین! ہندوؤں کے مذہبی لیڈر تقریباً 100 سال سے یہ کہتے آرہے ہیں کہ کلیگ کا اثر بڑھ گیا ہے۔ گناہ انتہاء پر ہے۔ مذہب کی کشتی منجدھار میں پھنس چکی ہے۔ مذہب کی آڑ میں ہزار ہا قسم کے ظلم ہو رہے ہیں۔ اس لئے ہندوستان کو آج پھر دواپر یگ کی طرح کرشن جی کی ضرورت ہے، جو اپنے سدرشن چکر کی جھلک دکھا کے ظلم و زیادتی اور گناہوں کو ختم کر کے ایک مرتبہ پھر ہندوستان میں امن وسکون پیدا کریں۔ (سدرشن چکر ،راولپنڈی، 5 کارتک 1982 بکرمی، صفحہ 6)

ہر سال جنم اشٹمی کے موقع پر کرشن جی کو بلایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک کرشن پریمی یہ دعا کرتا ہے کہ:

بھارت پکارتا ہے گھنشام آج آؤ
بگڑی وِشا بنانے گھنشام آج آؤ
جھنڈا نہ دھرم کا کب گر جائے پرلے ہے
سب کام چھوڑ بھگون اس کو اٹھانے آؤ
اتی کلانت ہوگیا بھارت انت دکھ سے
سکھ شانتی کے ٹھکانے گھنشام آج آؤ
کرونیش دیش کی ہم کیا دُر دِشا سنائیں
دھن دھام لُٹ رہا ہے گھنشیام آج آؤ

(براہمن سروسو اناوہ، جلد 29، صفحہ 4)

میرے بزرگو! جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ 14 ویں صدی ہجری یا 20 ویں صدی عیسوی کے شروع میں ہر مذہب کے ماننے والے اپنے اپنے موعود کے انتظار میں تھے۔ مذاہب کی مختلف پیشگوئیاں بھی اس کی بعثت کا یہی زمانہ بتا رہی ہیں اور اس ہادی کیلئے تمام نشانیاں بھی ظاہر ہو چکی ہیں، جس کا ذکر ہر مذہبی کتاب میں ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ رحمت خداوندی جوش میں آتی اور اس کلیگ میں وہ ہادی مبعوث ہوتا۔ سو میں آپ تمام کو بڑے فخر کے ساتھ یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ ہادی آیا اور بڑی شان کے ساتھ آیا اور خدائی حکم اور آسمانی نشانات کے ساتھ ظاہر ہوا اور یقیناً جان لو کہ وہی آیا ہے جس کی خوشخبری بنی اسرائیل کے انبیاء نے دی تھی۔ حضرت مسیح ناصریؑ نے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دی تھی۔ ہاں! وہی آیا ہے جس کی خوشخبری کرشن جی نے اور اتھروید نے دی تھی۔

وہ کون ہیں؟ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ اس مقدس اور پاک وجود کی پیدائش 13 فروری 1835 کو قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب میں ہوئی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری دنیا میں اعلان فرمایا کہ:

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار
وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

قرآن مجید، حدیث اور دیگر سارے مذاہب کی پیشگوئیوں کے مطابق عین وقت پر قادیان کی اس بابرکت بستی میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام مہدی علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا کہ:

''مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے

اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔‘‘(اربعین نمبر 1 صفحہ 8)

نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

’’میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کیلئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی مَیں ہندوؤں کیلئے بطور اوتار کے ہوں اور مَیں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اِس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ مَیں ان گناہوں کے دور کرنے کیلئے جن سے زمین پُر ہوگئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ، صفحہ 33)

یہ اعلان کرنے کی دیر تھی کہ کیا اپنے اور کیا پرائے سب کے سب آپ کے مخالف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

’’وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔‘‘

اس سنت کے مطابق آپ کی بھی سخت مخالفت ہوئی آپ کو اور آپ کی جماعت کو ختم کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا اور کوئی تدبیر نہیں جو آپ کے مخالفین نے آپ کی مخالفت میں نہ کی ہو۔ آپ نے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

سر سے لیکر پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

آپؑ کے مقابل پر بڑے بڑے مخالفین جیسا کہ محمد حسین بٹالوی، ثناء اللہ امرتسری، نذیر حسین دہلوی، پنڈت لیکھرام، ڈاکٹر ڈوئی وغیرہ کھڑے ہوئے، لیکن سارے کے سارے ناکام و نامراد ہوئے۔ اسکے بعد سے آج تک جماعت کی سخت مخالفت ہو رہی ہے۔ بسا اوقات ان مخالفتوں کا ایک طوفان آجاتا ہے۔

جیسا کہ 1934 میں احراری کھڑے ہوئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ اس جماعت کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور قادیان کے مینار کی اینٹیں اُکھاڑ کر دریائے بیاس میں پھینک دیں گے۔ 1974 میں ایک حاکم کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ یہ ایک کینسر ہے میں اس کو ختم کر کے ہی سانس لونگا۔ 1984 میں پھر ایک حاکم کھڑا ہوا اور اس نے بھی جماعت پر ظلم وستم کی انتہاء کر دی۔

اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ٹھکانے لگا دیا اور ان کی مکاریاں ان کے کسی کام نہ آئیں اور بڑی ذلت کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ جماعت کو اللہ تعالیٰ نے دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے مخالفین کیلئے آج سے سوا سو سال پہلے یہ اعلان فرمایا تھا کہ

ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصان نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے
اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزّت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے

جماعت احمدیہ کے تیسرے امام ان مخالفین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

’’دنیا پورا زور لگا ئے گی کہ ہمیں ناکام کیا جائے جیسا کہ پہلے لگاتی رہی ہے پر ہمیں ناکام نہیں کر سکتی۔‘‘

حضور فرماتے ہیں: ’’میں دنیا کے ہر منارے سے یہ اعلان کرنے کیلئے تیار ہوں کہ دنیا خدا کے اس منصوبے کو ناکام نہیں کر سکتی چاہے دنیا کے سارے ایٹم بم اکٹھے ہو جائیں۔ جن طاقتوں نے اس وقت تکبر سے سر اُٹھایا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو تباہ کر دے گا۔ ہم دنیا کی بھلائی کیلئے انکے دل جیت کر ان کو محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کر دیں گے۔‘‘

(الفضل، 29 اکتوبر 1976)

سامعین کرام! آج جماعت احمدیہ پر اللہ کے فضل سے سورج نہیں ڈوبتا اور جماعت دنیا کے 210 ممالک میں پھیل چکی ہے اور احمدیت کے نوجوان ساری دنیا میں محبت کا جھنڈا لے کر یہ منادی کر رہے ہیں کہ:

پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے مختلف مذاہب کی پیشگوئیوں کے مطابق جو عظیم الشان کام انجام دیئے ان میں سے سب سے بڑا کام یہ تھا کہ آپؑ نے مخلوق کو خالق سے ملایا۔ اور دنیا سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے ساری دنیا کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا۔ عوام کے دلوں میں مذہبی راہنماؤں کا احترام قائم کیا۔ احباب جماعت کے دلوں میں وطن کی محبت پیدا کی۔ آپؑ مذاہب عالم کے علماء کو پیار اور محبت اور اتحاد کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’میں بکمال ادب وانکسار حضرات علماء مسلمانان وعلماء عیسائیان و پنڈتان ہندوان و آریان کو یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کیلئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں اور میرا قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے انہی معنوں سے میں مسیح موعود کہلاتا ہوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دنیا میں پھیلاؤں۔ میں اس بات کا مخالف ہوں کہ دین کیلئے تلوار اٹھائی جائے اور مذہب کیلئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں اور میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دُور کر دوں اور پاک اخلاق اور بُردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف اُن کو بلاؤں۔ میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔‘‘(اربعین نمبر 1 صفحہ 2)

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سن 1889ء میں پنجاب کے شہر لدھیانہ میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور پہلے دن 40 مخلصین آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے اور یہ قافلہ رفتہ رفتہ قادیان کی اس بابرکت زمین سے نکل کر دنیا بھر میں پھیل چکا ہے اور یہ 40 صحابہ کا قافلہ ترقی کرتا ہوا سینکڑوں سے ہزاروں، ہزاروں سے لاکھوں اور لاکھوں سے کروڑوں تک پہنچ گیا ہے۔

آج اللہ کے فضل سے جہاں اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق ساری دنیا میں مخلوق کو خدا کے ساتھ جوڑا جا رہا ہے وہاں انسان کو انسان کے ساتھ جوڑنے کا بابرکت کام بھی چل رہا ہے اور جماعت اپنے سلوگن ’’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کے تحت دنیا بھر میں امن وامان کو قائم کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ساری دنیا میں امن اور شانتی کا پیغام دے رہے ہیں۔

اس راہ میں جماعت کو بے شمار مخالفتوں کا سامنا بھی کرنا پڑ رہا ہے۔ مخالفین جماعت تقریباً 125 سالوں سے انہیں کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح اس جماعت کو ختم کر دیا جائے لیکن وہ خدا جس نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو خود کھڑا کیا وہ آپ کی تائید کیلئے ہر پل تیار کھڑا ہے۔ بانیٔ جماعت احمدیہ کو خدا نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور احمدیت کی ترقی کے متعلق بے شمار خوش خبریاں دیں جن میں سے خاکسار چند ایک حضور علیہ السلام کے الفاظ میں ہی آپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ:

’’میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔‘‘(نزول المسیح صفحہ 21)

’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا‘‘

نیز فرمایا:

’’میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔‘‘

انہیں خوشخبریوں کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے بانی نے دنیا کو یہ خوش خبری دی ہے کہ

’’قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت

کیلئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کرسکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 403)

خوش قسمت ہے وہ انسان جو اس آسمانی آواز کو سنے اور خدا کی طرف سے آئے ہوئے ہادی کو مانے۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بد قسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے...... اَے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کیلئے دُعائیں کریں...... تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے...... پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو...... خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 49)

پھر فرمایا: اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔‘‘

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 23)

حضور فرماتے ہیں:

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کیلئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار

معزز سامعین! میں اپنی تقریر کو امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہوں جن میں حضور نے جماعت کو خوشخبری دیتے ہوئے مخالفین احمدیت کو نصیحت کی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

’’اس وقت یورپ، امریکہ، افریقہ، یہاں تک کہ عرب دنیا میں بھی خدا نے دلوں کو پھیرنے کیلئے ہوا چلائی ہوئی ہے یہ خدا تو سچے وعدوں والا خدا ہے۔ آج ہم حضرت بانی جماعت احمدیہ کے ساتھ کئے ہوئے وعدوں کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔

ہمارا ایمان بڑھتا ہے اور جماعت کے مخالفین کے دل میں کھلبلی پیدا ہوتی ہے۔ دشمن مخالفت کے ذریعہ جماعت کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے لیکن اتنی ہی زیادہ خدا جماعت کو ترقیاں اور فتح بخشتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں: جتنی بھی مخالفتیں ہوں جتنی بھی جائیدادیں چھن جائیں جتنی بھی شہادتیں ہوں آخرکار فتح ہمارا مقدر ہے...... میں مخالفین کو بھی کہتا ہوں کہ وہ مخالفتوں سے باز آجائیں۔ ہم اس خدا کی گود میں ہیں جو تمام طاقتوں سے بڑھ کر طاقتور ہے۔ وہی ہمارا مولیٰ اور وہی مددگار ہے۔ اگر یہ لوگ اپنے ظلموں سے باز نہ آئے تو اپنے انجام کو دیکھیں گے۔ اور خدا تعالیٰ ہماری اقلیت کو ہماری اکثریت میں بدل دے گا۔ خدا نے ہم پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ ہم اسلام اور احمدیت کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلائیں۔‘‘

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، فرمودہ 27 رمئی 2004)

......☆......☆......☆......

اسلام اور بانیٔ اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بے پناہ عشق

منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے

یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے

جل رہے ہیں یہ سبھی بغضوں میں اور کینوں میں
باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

آج ان نوروں کا اِک زور ہے اِس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

مورد قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم
جب سے عشق اس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے

زعم میں ان کے مسیحائی کا دعویٰ میرا
افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بہ حجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے

نقش ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرّہ تری رہ میں اڑایا ہم نے

تیرا میخانہ جو اِک مرجع عالم دیکھا
خُم کا خُم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ تیرا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے **خیر رسل**
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

...★...★...★...

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2017

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ رواداری اور وسعت حوصلہ کی روشنی میں

(محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ)

وَاِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ہٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ

(سورۃ الصف:7)

قابل احترام صدر اجلاس و معزز سامعین!

خاکسار کی تقریر کا عنوان "سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آپ کا وسعت حوصلہ اور رواداری" ہے۔

یہ آیت جو آپ نے ساعت فرمائی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا۔ گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائیگا۔"

(اربعین نمبر3، روحانی خزائن، جلد17 صفحہ 421)

عصر حاضر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دین اسلام کے جمالی پہلو کو نمایاں کر کے دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ دنیا والوں کی اکثریت اسلام کی جمالی اور پُر امن تعلیمات کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اکثر لوگ سخت ردّ عمل کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو سخت اذیتیں و تکالیف پہنچاتے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُن کی اذیتوں کو بڑے صبر اور حوصلہ سے برداشت کرتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مخالفین کی حالت کو اس مثال سے سمجھا جا سکتا ہے کہ جیسے ماں اپنے بیمار بچے کی شفا اور تندرستی کیلئے اُسے کڑوی دوا پلاتی ہے۔ تو بچہ وہ دوا پینے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ وہ اپنی ماں کو ہی ہاتھوں اور پاؤں سے مارتا اور نوچتا ہے۔ مگر سمجھ دار ماں بچے کی مار کو انتہائی صبر اور حوصلہ سے برداشت کرتی ہے اور بچے کو اُس وقت تک نہیں چھوڑتی جب تک اُسے دوائی نہ پلا لے۔ اس کیفیت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے، ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دور کردوں اور پاک اخلاق اور بردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف اُن کو بلاؤں۔ میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اُس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔"

(اربعین نمبر1، روحانی خزائن 17، صفحہ 344)

سامعین کرام! جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن باطل عقائد کو جن سے سچائی کا خون ہوتا تھا دنیا والوں کے سامنے پیش کرکے اُن کی تردید و تصحیح شروع کی تو آپ کو شدید مشکلات اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا جنہیں برداشت کرنے کیلئے آپ نے وسعت حوصلہ، صبر اور رواداری اور ضبط نفس کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ اس ضمن میں چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔

اپریل 1893 کا ذکر ہے کہ امرتسر کے قریب واقع ایک شہر جنڈیالہ میں عیسائیوں کے ایک سرکردہ لیڈر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے عیسائیوں کی طرف سے مسلمانوں کو مباحثہ کا تحریری چیلنج دیا اور اعلان کیا کہ اہل اسلام جنڈیالہ، اپنے علماء و بزرگان دین کو میدان میں لا کر دین حق کی تحقیق کریں ورنہ آئندہ خاموش ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریری مباحثہ کی تحدّی کو قبول فرمایا اور 22 مئی 1893 تا 5 جون 1893 پندرہ دن یہ فیصلہ کُن مباحثہ امرتسر میں جاری رہا۔ بفضلہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس مباحثہ میں عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی۔ مگر اس کامیابی نے عیسائیوں کے دلوں میں حسد و انتقام کی آگ لگا دی۔ چار سال تک اُنہیں انتقام لینے کا کوئی موقع ہاتھ نہ آیا۔ سن 1897 میں ڈاکٹر مارٹن کلارک اور اسکے ہمنواؤں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک جھوٹا اور بے بُنیاد الزام عائد کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) نے عبدالحمید نامی ایک شخص کو قادیان سے امرتسر مارٹن کلارک کو قتل کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ اقدام قتل کے اس مقدمہ کی ساعت بٹالہ میں اُس وقت کے انگریز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور پنجاب کیپٹن ڈگلس کی عدالت میں شروع ہوئی جو قریباً دس روز جاری رہی۔ طویل اور گہری تحقیق کے بعد مورخہ 20 اگست 1897 کو کیپٹن ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو باعزت بری کر دیا اور آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر ہنری کلارک پر مقدمہ چلائیں؟ اگر آپ مقدمہ چلانا چاہیں تو آپ کو اس کا قانونی حق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بلا توقف جواب دیا: "میں کوئی مقدمہ نہیں چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر ہے۔" (بحوالہ سیرت مسیح موعود علیہ السلام، مصنفہ یعقوب علی صاحب عرفانی)

سامعین کرام! اس واقعہ سے کم و بیش تیرہ سو سال قبل اسی طرح کا ایک اعلان مکہ مکرمہ میں اُس وقت ہوا تھا جب کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جانی دشمن آپ کے سامنے کھڑے تھے۔ اُن کے مظالم کی تاریخ سب کے سامنے تھی۔ اُس وقت کے قوانین و طور طریق آپ کو قصاص کا حق دیتے تھے۔ مگر آپ ﷺ نے اعلان فرمایا لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں، اور تم آزاد ہو) بعینہٖ عصر حاضر میں آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کے مظہر (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے انتہائی تکلیف دینے والے معاندین کے بارے میں فرمایا کہ میں کوئی مقدمہ نہیں چاہتا، میرا مقدمہ آسمان پر ہے۔ جس صبر و تحمل، رواداری، وسعت حوصلہ کی اعلیٰ مثال آقا نے پیش کی آپ کے غلام نے بھی اسی اسوہ پر عمل فرمایا۔

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئی کو ظاہری طور پر بھی پورا کرنے کیلئے مسجد اقصیٰ قادیان میں 13 مارچ 1903 میں منارۃ المسیح تعمیر کروایا۔ اس بات کا جب قادیان کے مخالفین کو علم ہوا تو انہوں نے حکام سے اس کی شکایت کی۔ اور منارۃ المسیح کی تعمیر کو رکوانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ چنانچہ تحقیق اور صورتحال کا جائزہ لینے کیلئے اعلیٰ حکام نے مورخہ 8 مئی 1903 کو تحصیل دار صاحب بٹالہ کو قادیان بھجوایا۔ مسجد مبارک کے ساتھ والے حجرے بیت الفکر میں تحصیل دار کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اُس موقع پر شکایت کرنے والے بھی موجود تھے۔ حضور علیہ السلام نے اُنہیں (تحصیلدار صاحب کو) منارۃ المسیح کی تعمیر کی وجہ اور غرض بتائی۔ شکایت کرنے والوں میں سے بڈھا مل صاحب بھی پاس بیٹھے تھے۔ حضور نے تحصیل دار صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ: بڈھا مل صاحب جنہوں نے شکایت کی ہے مجھے بچپن سے جانتے ہیں۔ ان سے پوچھ لیں کہ بچپن سے لیکر آج تک، کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے انہیں فائدہ پہنچانے کا موقع ملا ہو اور میں نے انہیں فائدہ نہ پہنچایا ہو اور پھر انہیں سے پوچھیں کہ، کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ، انہیں مجھے تکلیف پہنچانے کا کوئی موقع ملا ہو اور انہوں نے مجھے تکلیف نہ پہنچائی ہو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ بڈھا مل صاحب شرم سے نیچے سر جھکائے بیٹھے رہے اور ایک لفظ بھی نہ بول سکے۔

سامعین کرام! اس واقعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وسعت حوصلہ اور رواداری کا علم ہوتا ہے۔ بچپن سے جوانی اور جوانی سے ڈھلتی عمر تک کم و بیش پچاس سال کے عرصہ میں

بڑھامل صاحب آپ کو موقع بہ موقع تکلیف پہنچاتے رہے۔ قطع نظر اس کے کہ بڑھامل صاحب آپکے ساتھ کیا سلوک کرتے رہے، آپ اُن سے حُسن سلوک فرماتے رہے۔ نیز آپ نے جو جماعت احمدیہ کے افراد کو نصیحت فرمائی اُس پر عمل کر کے دکھایا کہ:

گالیاں سُن کر دعا دو پاکے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید فرمایا: ''ہمارا یہ اصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اُس کے چھڑانے کیلئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

(سراج منیر، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 28)

سامعین کرام! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مخالفین میں سے آپ کے حقیقی چچا ابولہب اور بعض اقربا آپ کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت اور ایذا رسانی میں آپکے چچا زاد بھائی امام دین اور مرزا نظام دین پیش پیش تھے۔ وہ بعض دفعہ کوئی رزیل آدمی اس مقصد کیلئے مقرر کر دیتے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیتا رہے۔ چنانچہ بعض دفعہ ایسا آدمی ساری رات گالیاں نکالتا رہتا۔ آخر جب سحری کا وقت ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو کہتے کہ اب اس کو کھانے کو کچھ بھجوادو۔ یہ تھک گیا ہوگا۔ اُس کا گلا خشک ہو گیا ہو گا۔ حضرت رسول بی بی صاحبہ اہلیہ حافظ حامد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایسے کم بخت کو کچھ نہیں دینا چاہئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی بدی کرے تو خدا دیکھتا ہے۔ ہماری طرف سے کوئی بات نہیں ہونی چاہئے۔ (سیرۃ المہدی، حصہ چہارم، صفحہ 103، روایت نمبر 1130)

مرزا امام دین اور مرزا نظام دین نے مورخہ 5 جنوری 1900ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کو اذیت پہنچانے اور تنگ کرنے کیلئے مسجد مبارک کے نیچے سے جانے والی گلی کو اینٹوں کی دیوار بنا کر بند کر دیا جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب اور مہمانوں کو مسجد مبارک جانے کیلئے دوسرا لمبا چکر دار اور ناہموار اور خراب رستہ اختیار کرنا پڑتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعض اصحاب کو مرزا امام دین کے پاس بھجوایا کہ انہیں بڑی نرمی سے سمجھائیں کہ یہ راستہ بند نہ کریں۔ اس سے میرے مہمانوں کو بہت تکلیف ہو رہی ہے اور یہ پیشکش کی کہ اگر آپ چاہیں تو میری کوئی اور جگہ دیکھ کر بیشک قبضہ کر لیں۔ مرزا امام دین یہ سُنتے ہی غصہ سے آگ بگولہ ہو کر کہنے لگا کہ وہ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) خود کیوں نہیں آیا۔ میں تم لوگوں کو کیا جانتا ہوں۔ پھر طنزاً کہا کہ جب سے وحی آنی شروع ہوئی ہے۔ معلوم نہیں کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟

آپ نے ضلع کے حاکم اعلیٰ ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے پاس وفد بھیج کر اپنی مشکلات کے ازالہ کی کوشش کی۔ مگر ڈی۔سی کا رویہ بھی انتہائی مخالفانہ ثابت ہوا۔ جب اس مشکل کے ازالہ کے تمام راستے مسدود نظر آنے لگے تو آپکی طرف سے گورداسپور ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں مقدمہ درج کرایا گیا۔ مورخہ 12 اگست 1901 کو اس مقدمہ کا فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں ہوا۔ اور ڈسٹرکٹ جج نے مرزا امام دین (مدعا علیہ) پر اخراجات مقدمہ کے علاوہ ایک سو روپیہ حرجانہ بھی ڈال دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وکیل نے حضور کی اجازت اور مشورہ کے بغیر خرچہ کی ڈگری لے کر اس کا اجراء کروا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت گورداسپور میں فروکش تھے اور آپ کی قادیان میں عدم موجودگی کے دوران سرکاری آدمی قادیان آیا۔ مرزا امام دین تو اس دوران فوت ہو چکے تھے۔ مرزا نظام دین صاحب زندہ تھے۔ مگر ان کی حالت اس حد تک ابتر ہو چکی تھی کہ وہ مطلوبہ رقم ایک سو چوالیس (144) روپیہ پانچ آنے سات پائی ادا کرنے سے قاصر تھے اور قرقی کے سوا اور کوئی صورت نہیں تھی اس لیے مرزا نظام الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں رقم معافی کی درخواست کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب قادیان سے قریباً 20 میل دور گورداسپور میں اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے رات نیند نہیں آئے گی۔ اسی وقت آدمی قادیان بھیجا جائے جو کہہ دے کہ ہم نے یہ خرچہ معاف کر دیا۔ اسکے ساتھ ہی حضور علیہ السلام نے معذرت بھی کی کہ میرے علم میں لائے بغیر ڈگری کے اجراء کا حکم قادیان پہنچا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ: ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے ہزاروں مرتبہ دجّال اور کذّاب کہا ہو اور میری مخالفت میں ہر طرح کوشش کی ہو اور وہ صلح کا طالب ہو تو میرے دل میں خیال بھی نہیں آتا اور نہیں آسکتا کہ اُس نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔''

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 69، ایڈیشن 2003 قادیان)

سامعین کرام! 28 جنوری 1903 میں ایک مخالف احمدیت مولوی کرم دین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک مقدمہ دائر کیا۔ یہ مقدمہ گورداسپور میں چندو لال مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں پیش تھا جو جماعت کے متعلق متعصّبانہ رویہ رکھتا تھا۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اُس کا سلوک مخالفانہ رہا۔ آپؑ اس سلوک کو بڑے صبر سے برداشت فرماتے رہے۔ ایک دفعہ دوران مقدمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان ہونا تھا۔ اُس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے اور آپ کا بیان سُننے کے لیے لوگوں کی غیر معمولی کثرت تھی۔ چنانچہ چندو لال نے اُس دن باہر میدان میں کچہری لگائی اور اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کہ: آپ کو نشان نمائی کا بھی دعویٰ ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی جرأت اور حوصلے سے فرمایا: ہاں۔ تھوڑی دیر کے بعد بڑے جوش سے فرمایا آپ جو نشان چاہیں میں اِس وقت دکھا سکتا ہوں۔ یہ جواب سُن کر مجسٹریٹ سکتہ میں آ گیا اور لوگوں پر اُس برملا اعلان کا بڑا اثر ہوا۔ ایک اور موقع پر دوران سماعت مجسٹریٹ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کہ: اِنِّیْ مُهِيْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کیا یہ خدا نے آپ کو بتایا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: یہ اللہ کا کلام ہے اور اُس کا مجھ سے وعدہ ہے۔ اللہ نے مجھے مخاطب کر کے کہا ہے ''جو تیری اہانت چاہے گا میں اُسے ذلیل و رُسوا کردوں گا۔ مجسٹریٹ کہنے لگا جو آپ کی ہتک کرے وہ ذلیل وخوار ہوگا؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا بے شک۔ مجسٹریٹ نے کہا: اگر میں کروں؟ حضور نے بڑی جرأت وحوصلے سے فرمایا: چاہے کوئی کرے۔ مجسٹریٹ نے دوسری اور تیسری مرتبہ یہی سوال کیا۔ حضور علیہ السلام بار بار جواب دیتے رہے، چاہے کوئی کرے۔ پھر مجسٹریٹ خاموش ہو گیا۔

مجسٹریٹ لالہ چندو لال تو خاموش ہو گیا مگر وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا تھا۔ اُس نے چندو لال کو دکھا دیا کہ یہ وعدہ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْن خدا کی طرف سے تھا۔ حکومت نے اپنے مصالح کی بنیاد پر چندو لال کو اس کے عہدہ سے معزول کر کے نچلے درجے کا منصف بنا کر ملتان بھجوا دیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ پنشن لے کر لدھیانہ آ گیا۔ یہاں اس کی حالت بہت خراب ہو گئی اور پھر دماغی خرابی میں مبتلا ہو کر اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی تفہیم کے تحت 23 مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ مسلمہ کی بنیاد پنجاب کے مشہور شہر لدھیانہ میں رکھی۔ اُس شہر میں آپ کی مخالفت کے بارے میں ایک مجذوب باخدا بزرگ گلاب شاہ صاحب نے پیش گوئی کی تھی کہ عیسیٰ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ آئیں گے اور یہاں اُن کی شدید مخالفت ہو گی چنانچہ بعینہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تین چار بار لدھیانہ تشریف لے گئے ہر بار وہاں مولویوں نے شدید مخالفت کی مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صبر، رواداری اور وسعت حوصلہ کا قابل تقلید نمونہ قائم فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپکو صبر کا پھل عطا فرمایا۔

''کئی مخالف و معاند حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کے پاس آتے اور بات بات میں جھگڑا کرتے اور اُلجھتے رہتے۔بعض امتحان اور آزمائش کیلئے اور بعض صرف دیکھنے کیلئے آتے تھے۔ایک روز مخالفوں نے پانچ آدمیوں کو بہکا کر بھیجا اور کہا کہ اُس مکان میں ایک شخص ہے۔جو تمام نبیوں کو گالیاں دیتا ہے اور قرآن اور رسول کو نہیں مانتا۔وہ مخالف لوگ سخت غضب و غصے میں بھرے ہوئے یکدم اُس مکان میں گھُس گئے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام قیام پذیر تھے۔اُس وقت ایک احمدی حضرت اقدس علیہ السلام سے ایک آیت کے معنی دریافت کر رہا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس آیت کی ایسی تفسیر فرمائی کہ وہ لوگ جو حملہ کرنے آئے تھے بہت دیر تک چُپ بیٹھے رہے۔جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاموش ہوئے تو مخالفین حملہ آوروں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مصافحہ کیا اور آپکے دست مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپکی مخالفت و دشمنی کرنے والوں نے ہمیں دھوکہ دیا، جو آپ کو کافر کہتے ہیں وہ خود کافر ہیں اور اگر آپ مسلمان نہیں تو کوئی بھی مسلمان نہیں۔جب وہ لوگ واپس باہر آئے۔تو اُن کو بھجوانے والے مخالفین نے کہا کہ مرزا جادوگر ہے؟ جو اُسکے پاس جاتا ہے وہ اُسی کا ہو رہتا ہے۔اُسکے پاس کوئی نہ جائے۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت، جلد اول، صفحہ 394، تذکرۃ المہدی، جلد اول، صفحہ 104 تا 105)

لدھیانہ میں ہی ایک غیر احمدی واعظ نے بازار میں کھڑے ہو کر بڑے جوش سے کہا کہ مرزا کافر ہے اور اگر کوئی اُس کو قتل کر ڈالے گا وہ بہت بڑا ثواب حاصل کرے گا اور سیدھا جنت کو جائے گا۔ایک دیہاتی گنوار جو ہاتھ میں ایک لٹھ لیے کھڑا اس کی تقریر سُن رہا تھا اِس واعظ سے بہت متاثر ہوا اور خاموشی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مکان پوچھتا ہوا آپ کی قیام گاہ پر پہنچ گیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُس وقت دیوان خانے میں بیٹھے تقریر فرما رہے تھے اور چند عقیدتمند اور کچھ غیر از جماعت تقریر سن رہے تھے۔وہ دیہاتی گنوار بھی لٹھ کاندھے پر رکھے ہوئے کمرہ میں داخل ہوا اور دیوار کے ساتھ کھڑا ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر قاتلانہ حملہ کرنے کیلئے مناسب موقع کا انتظار کرنے لگا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور اپنی تقریر جاری رکھی۔وہ بھی سُننے لگا۔چند منٹ کے بعد اس کے دل پر اس تقریر کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ لٹھ اس کے کندھے سے اُتر کر زمین پر آ گیا۔اور وہ مزید تقریر سُننے کیلئے بیٹھ گیا اور سُنتا رہا۔یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقریر ختم کی تو مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور کا دعویٰ میری سمجھ میں آ گیا ہے اور میں حضور کو سچا سمجھتا ہوں اور آپ کے مریدوں میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔اس پر وہ دیہاتی گنوار جو قتل کرنے آیا تھا۔آگے بڑھ کر بولا کہ میں ایک مخالف واعظ سے متاثر ہو کر آپ کو قتل کرنے آیا تھا مگر آپ کی تقریر مجھے پسند آئی۔آپ کی باتیں سُننے کے بعد مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ غیر احمدی مولوی کا وعظ بے جا دُشمنی سے بھرا ہوا تھا۔آپ بے شک سچے ہیں اور میں بھی آپ کے مریدوں میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بیعت قبول فرما لی۔(ذکر حبیب، مرتبہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب، صفحہ 14)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ہر فرد جماعت کو مخالفین کی مخالفت کے مقابلہ پر صبر، رواداری اور وسعت حوصلہ کا نمونہ پیش کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

تم دیکھو گے کہ انہی میں سے قطرات محبت ٹپکیں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو
جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کُندن بن کے نکلتا ہے
پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں جل جانے دو

احباب کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آخری زمانہ میں طاعون کی مرض پھیلنے کے بارے میں پیشگوئی فرمائی تھی۔نیز ان پیشگوئیوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کے وقت ان کی صداقت کے اظہار کیلئے چاند اور سورج کو رمضان المبارک میں گرہن لگے گا۔چنانچہ معین تاریخوں میں وہ گرہن لگا۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی فرمایا تھا کہ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ (سورۃ النمل:83) اور جب اُن پر فرمان صادق آجائے گا تو ہم ان کیلئے سطح زمین میں سے ایک جاندار نکالیں گے جو ان کو کاٹے گا۔

کسوف وخسوف کے نشان کے ظہور کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ اگر لوگوں نے اس نشان سے فائدہ نہ اُٹھایا اور تجھے قبول نہ کیا تو اُن پر ایک عام عذاب نازل ہوگا۔

اور اس پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے آپ کے دل میں تحریک ہوئی کہ آپ ایک وبا کیلئے دعا کریں۔چنانچہ آپ اپنے ایک عربی قصیدے میں اپنی اس تمنا اور دعا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَلَمَّا طَغٰی الفِسقُ المُبِیدُ بِسَیلِہٖ
تَمَنَّیتُ لَو کَانَ الوَبَاءُ المُتَبِّرُ
فَاِنَّ ھَلَاکَ النَّاسِ عِندَ اُولِی النُّھٰی
اَحَبُّ وَ اَولٰی مِن ضَلَالٍ یُدَسِّرُ

یعنی جب ہلاک کر دینے والا فسق ایک طوفان کی طرح بڑھ گیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے چاہا کہ کاش ایک وباء پڑے جو لوگوں کو ہلاک کر دے کیونکہ عقلمندوں کے نزدیک لوگوں کا مرجانا اس سے زیادہ پسندیدہ اور عمدہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ تباہ کر دینے والی گمراہی میں مبتلاء ہو جائیں۔

جب یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور طاعون کی وبا نے ہندوستان اور پنجاب میں تباہی مچا دی اور لوگ طاعون سے کیڑے مکوڑوں کی طرح مرنے لگے تو آپ نے خدا داد وسعت حوصلہ، رواداری، حلم اور ہمدردی کے جذبہ کے تحت طاعون کے خاتمہ کیلئے دعائیں شروع کر دیں۔حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دور دورہ تھا اور ہزاروں آدمی ایک ایک دن میں اس موذی مرض کا شکار ہو رہے تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ دعا کرتے سنا کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا؟

سامعین کرام! اگر کوئی دنیا دار ہوتا تو وہ خوش ہوتا۔عوام الناس کو فخریہ انداز میں یہ باور کرواتا کہ دیکھا تم نے میری تکذیب کی اور کیسے طاعون سے ہلاک ہو رہے ہو۔مگر خدا کے اس مسیح موعود علیہ السلام کا وسعت حوصلہ اور حلیمی قلب دیکھیے کہ مخالفوں کی ہلاکت بھی برداشت نہیں ہو رہی۔ان کیلئے بھی دعائیں کر رہے ہیں کہ ”اے اللہ لوگوں کو طاعون کی بیماری سے بچا لے۔ان کو ہدایت دے تا کہ یہ تیری عبادت کرنے والے بن جائیں“۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اس عذاب کو دور کر دیا۔

قبل ازیں ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کی طرف سے عائد مقدمہ کا ذکر ہو چکا ہے۔اس مقدمہ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ اہلحدیث لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دشمنی میں اس قدر بڑھ گئے تھے کہ وہ عدالت میں عیسائیوں کی تائید اور حمایت کے لئے حاضر ہوئے اور جس قدر جھوٹے اور بے بنیاد الزام کسی پر لگائے جا سکتے ہیں، انہوں نے عدالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لگائے۔لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وکیل فضل دین صاحب نے مولوی محمد حسین بٹالوی سے معافی مانگ کر اِس قسم کا سوال کیا جس سے اُن کی شرافت یا کیریکٹر پر دھبّہ لگتا تھا تو سب حاضرین نے تعجب سے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کُرسی سے اُٹھے اور مولوی فضل دین صاحب کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ میری طرف سے اس قسم کا سوال کرنے کی نہ تو ہدایت ہے اور نہ اجازت ہے۔آپ اپنی ذمہ داری پر بہ اجازت عدالت اگر پوچھنا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے۔قدرتی طور پر ڈپٹی کمشنر صاحب کو دلچسپی ہوئی اور اُنہوں نے اپنے مسل خواں راجہ غلام حیدر خان صاحب سے دریافت کیا کہ اُس سوال کی بابت تم کو کچھ حال معلوم ہے۔اُس نے نفی میں جواب دیا۔لنچ کے وقفہ میں راجہ غلام حیدر خان صاحب نے شیخ رحمت اللہ صاحب کی معرفت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس سوال کے بارے میں دریافت کروایا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا کہ مولوی محمد حسین صاحب کے والد کا ایک خط ہمارے قبضہ میں ہے جس میں کچھ نکاح کے حالات اور مولوی محمد حسین کی بدسلوکیوں کے قصے ہیں، جو نہایت قابل اعتراض ہیں۔ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ اُس

قصے کا ذکر مسل میں لایا جاوے۔

سامعین کرام! آپ کو علم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ''مسیح موعودؑ'' ہونے کا اعلان فرمایا تو مولوی محمد حسین بٹالوی پہلا شخص تھا جس نے آپ کی تکذیب و تکفیر کی اور پھر کُفر کا فتویٰ تیار کر کے اپنے ہمنوا مولویوں کے دستخط کروائے۔ عوام الناس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ورغلایا۔ ان تمام مخالفتوں اور اذیتوں کے باوجود جب اُس کی جھوٹی عزت کو عدالت کے روبرو خاک میں ملا دینے کا وقت آیا تو آپ نے اپنے وکیل صاحب کو اس سے منع کر دیا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک سو سترہ (117) سال قبل 29 / دسمبر 1900 کو مخالفین احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ '' اِس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے؟ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو، وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں، وہ سب کرو، اور کوئی تدبیر اُٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بد دعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو؟'' (اربعین نمبر 4، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 473)

اے مخالفین احمدیت! پچھلے ایک سو سترہ (117) سال میں جماعت احمدیہ کو تباہ و برباد کرنے کیلئے آپ لوگوں نے کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ پہلے مولویوں نے پھر اداروں نے پھر اسمبلیوں نے پھر رابطہ عالم اسلامی نے جماعت پر کُفر کے فتوے عائد کیے۔ احمدیوں کو تباہ و برباد کرنے کے منصوبے بنائے۔ ناخنوں تک زور لگایا۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر گواہی دو! کیا آپ لوگ احمدیت کو مٹانے میں کامیاب ہوئے؟ یا پھر آپ کی تمام سازشوں اور روکاوٹوں کے باوجود جماعت احمدیہ ایک کے بعد دوسری ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی اور آپ لوگوں کے تمام منصوبے ناکام و نامراد ہوتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي (سورۃ المجادلہ:22) (اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے) کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام غالب آئے اور آپ کی جماعت دینی، روحانی، اخلاقی لحاظ سے دنیا میں غالب آتی جا رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ ''مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اُکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے، اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لیے دعائیں کریں۔ تو میرا خدا اُن تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر اُن کے منہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔''
(اربعین نمبر 4، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 473)

آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام افراد جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے حوصلہ، ضبط نفس اور صبر و تحمل کے ساتھ مخالفت برداشت کرتے ہوئے دعوت الی اللہ کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے نتیجہ میں زیادہ سے زیادہ نیک فطرت جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر اپنی دنیا و عاقبت سنواریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس بصیرت افروز پیغام کو سمجھنے والے ہوں۔

صدق سے میری طرف آؤ اِسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

......☆......☆......☆......

کلامُ الامام

''یہ زندگی جس پر فخر کیا جاتا ہے ہیچ ہے اور
ہمیشہ کی خوشی کی وہی زندگی ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوگی۔''
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 616)

طالبِ دُعا: سکینہ الہ دین صاحبہ، اہلیہ مکرم سلطان محمد الہ دین صاحب آف سکندر آباد

نذرانہ عقیدت

بحضور امام آخر الزّمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(کلام مکرم ظفر محمد ظفر صاحب مرحوم، ربوہ)

ملّتِ بیضا مبارک تجھ کو رعنائی تری
بعد اک مدّت کے ہے امید بر آئی تری

اے مسیحِ وقت قرباں جاؤں تیرے نام پر
معجزے کیا کیا دکھاتی ہے مسیحائی تری

دُور سے آیا ہے تُو اور دیر سے آیا ہے تُو
بعد صدیوں کے ہمیں صُورت نظر آئی تری

گاہ ڈھونڈا آسماں پر گاہ غاروں میں تجھے
تھی تری آمد سے پہلے خلق شیدائی تری

کل جو شیدائی تھے اب وہ مبتلائے وہم ہیں
زعم سے ان کے کہیں برتر ہے رعنائی تری

جو سمجھتے تھے تجھے روشن ستارے کی طرح
اے خورِ تاباں انہیں گرمی نہ راس آئی تری

غوطہ زن ہو جس قدر بھی عقل پاسکتی نہیں
قلزمِ عرفان! گہرائی نہ پہنائی تری

جو بشر نادان ہیں لقمان بن جائیں سبھی
ڈال دے گر عکس اپنا اُن پہ دانائی تری

اے خدا کے شیر اے اسلام کے بطلِ جری
لرزہ بر اندام ہیں ہیبت سے عیسائی تری

کم ہے کیا یہ معجزہ مُردے ہزاروں جی اُٹھے
قُم بِاِذْنِ اللہ کی جونہی صدا آئی تری

چند مُردے ابنِ مریم نے کئے زندہ تو کیا
ایک عالم کر گئی زندہ مسیحائی تری

یُوسفِ آخر زماں! آئے گی آخر وہ گھڑی
سر جھکا کر مان لیں گے برتری بھائی تری

تجربہ ہے بارہا کا آپ ہی رُسوا ہوا
یا مسیح اللہ! چاہی جس نے رُسوائی تری

چودھویں کا چاند بھی تجھ کو نظر آتا نہیں
ہم نشیں میں کیا کروں ہے ختم بینائی تری

بادشاہوں سے ہے افضل وہ گدائے بے نَوا
مِل گئی ہے جس کو اے احمد پذیرائی تری

نُور سے تیرے منوّر ہو گیا قلبِ ظفرؔ
اے خُدا کے نُور جب سے روشنی پائی تری

......☆......☆......☆......

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2017

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام انذاری اور تبشیری پیشگوئیوں کے آئینے میں

(سلطان احمد ظفر، ناظم ارشاد وقف جدید قادیان)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (سورہ الانعام: 49، 50)

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

(الجن: 27، 28)

قابل احترام صدر جلسہ اور حاضرین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جیسا کہ آپ نے سماعت فرمالیا ہے کہ خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے ''صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام انذاری اور تبشیری پیشگوئیوں کے آئینے میں''

خاکسار نے جن آیات کی تلاوت کی ہے ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے انبیا و مرسلین کو بکثرت ایسی غیب کی خبریں دی جاتی ہیں جن میں تبشیری اور انذاری پیشگوئیاں ہوتی ہیں اور جو لوگ ان انبیاء پر ایمان لاکر اپنی اصلاح کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی زندگی سے ہر طرح کے خوف کو دور کر کے ہر غم و حزن سے نجات عطا فرماتا ہے اور جو لوگ ان پر ایمان نہیں لاتے اور فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں انہیں اپنے عذاب کا مزا چکھاتا ہے۔

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان لوگوں کو جو آپ کے دعویٰ کی نسبت شکوک و شبہات میں مبتلا تھے مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ:

''میرے دعوے کی نسبت اگر شبہ ہو اور حق جوئی بھی ہو تو اس شبہ کا دُور ہونا بہت سہل ہے کیونکہ ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔

اوّل عقل سے یعنی یہ دیکھنا چاہئے کہ جس وقت وہ نبی یا رسول آیا ہے عقل سلیم گواہی دیتی ہے یا نہیں کہ اس وقت اُس کے آنے کی ضرورت بھی تھی یا نہیں اور انسانوں کی حالت موجودہ چاہتی تھی یا نہیں کہ ایسے وقت میں کوئی مصلح پیدا ہو۔

دوسرے پہلے نبیوں کی پیشگوئی۔ یعنی دیکھنا چاہئے کہ پہلے کسی نبی نے اُس کے حق میں یا اُس کے زمانہ میں کسی کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی کی ہے یا نہیں۔

تیسرے نصرت الٰہی اور تائید آسمانی یعنی دیکھنا چاہئے کہ اس کے شامل حال کوئی تائید آسمانی بھی ہے یا نہیں؟

یہ تین علامتیں سچے مامور من اللہ کی شناخت کیلئے قدیم سے مقرر ہیں۔ اب اے دوستو! خدا نے تم پر رحم کر کے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کیلئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں۔ اب چاہو تم قبول کرو یا نہ کرو اگر عقل کی رُو سے نظر کرو تو عقلِ سلیم فریاد کر رہی ہے اور رو رہی ہے کہ مسلمانوں کو اِس وقت ایک آسمانی مصلح کی ضرورت ہے۔ اندرونی اور بیرونی حالتیں دونوں خوفناک ہیں اور مسلمان گویا ایک گڑھے کے قریب کھڑے ہیں یا ایک تندسیل کی زد پر آپڑے ہیں۔ اگر پہلی پیشگوئیوں کو تلاش کرو تو دانیال نبی نے بھی میری نسبت اور میرے اس زمانہ کی نسبت پیشگوئی کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ اسی امت میں سے مسیح موعود پیدا ہوگا۔ اگر کسی کو معلوم نہ ہو تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو دیکھ لے اور صدی کے سر پر مجدد آنے کی پیشگوئی بھی پڑھ لے اور اگر میری نسبت نصرت الٰہی کو تلاش کرنا چاہے تو یاد رہے کہ اب تک ہزارہا نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔

(روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 241)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی بکثرت غیب کی خبروں اور پیشگوئیوں کو اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی۔ یا اُس کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا نہیں ہو چکا۔ اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اُس کو نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی۔ مگر بے شرمی سے یا بے خبری سے جو چاہے کہے۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزارہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ اُن کی نظیر اگر گزشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور جگہ اُن کی مثل نہیں ملے گی۔''

(روحانی خزائن، جلد 19، کشتی نوح، صفحہ 6)

سامعین کرام! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں بھی قرآن مجید میں بیان شدہ انبیا کی پیشگوئیوں کی طرح تبشیری اور انذاری دونوں پہلو رکھتی ہیں۔ وقت کی رعایت سے خاکسار آپ کی ہزارہا پیشگوئیوں میں سے انشاء اللہ چند ایک پیش کرنے کی کوشش کرے گا۔

تبشیری پیشگوئیاں

سلسلہ کی ترقی کی پیشگوئیاں:

مارچ 1882 میں ماموریت کے متعلق آپ کو سب سے پہلا الہام ان الفاظ میں ہوا:

يَآ اَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ آبَآءُ هُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلَ الْمُجْرِمِيْنَ قُلْ اِنِّيْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْن

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 66)

یعنی اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے جو کچھ تو نے چلایا تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔ وہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی اُس کے حقیقی معنوں پر تجھے اطلاع دی تاکہ تو اُن لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے۔ اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے اور تیرے انکار کی وجہ سے اُن پر حجت پوری ہو جائے۔ ان لوگوں کو کہہ دے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں اور میں وہ ہوں جو سب سے پہلے ایمان لایا۔

حاضرین مجلس! اس الہام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جس عظیم الشان مشن پر آپ کو مامور فرمایا وہ کوئی معمولی مشن نہیں تھا بلکہ ساری دنیا میں تمام ادیان پر اسلام کو غالب کرنے کا مشن آپ کے سپرد کیا گیا تھا، اور اس وقت آپ کی بے سروسامانی، بے بسی اور کسمپرسی کا کیا عالم تھا وہ آپ ہی کے الفاظ میں آپ کو سناتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''جبکہ میں نے اپنے تئیں دیکھا تو نہایت درجہ گمنام اور اَحَدٌ مِّنَ النَّاس پایا۔ وجہ یہ کہ نہ تو مَیں کوئی خاندانی پیرزادہ اور کسی گدّی سے تعلق رکھتا تھا تا میرے پر اُن لوگوں کا اعتقاد ہو جاتا اور وہ میرے گرد جمع ہو جاتے جو میرے باپ دادا کے مرید تھے اور کام سہل ہو جاتا۔ اور نہ مَیں کسی مشہور عالم فاضل کی نسل میں سے تھا تا صدہا آبائی شاگردوں کا میرے ساتھ تعلق ہوتا اور نہ مَیں کسی عالم فاضل سے باقاعدہ تعلیم یافتہ اور سند یافتہ تھا تا مجھے اپنے سرمایہ علمی پر ہی بھروسہ ہوتا۔ اور نہ مَیں کسی جگہ کا بادشاہ یا نواب یا حاکم تھا تا میرے رُعبِ حکومت سے ہزاروں لوگ میرے تابع ہو جاتے بلکہ میں ایک غریب ایک ویرانہ گاؤں کا رہنے والا اور بالکل اُن ممتاز لوگوں سے الگ تھا جو مرجع عالم ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں...... پس جس قدر مجھے اس وحی الٰہی کے بعد سرگردانی ہوئی وہ میرے لئے ایک طبعی امر تھا اور میں اس بات کا محتاج تھا کہ میری زندگی کو قائم رکھنے کے لئے خدائے تعالیٰ عظیم الشان وعدوں سے مجھے تسلی دیتا۔''

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ 52 تا 54)

چنانچہ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہایت پیار بھرے انداز میں تسلی اور بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

''لَا تَيْئَسْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۔ يَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ يَنْصُرُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ۔ يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ۔ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ وَمَآ اَدْرَاكَ مَآ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ۔ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ۔''

(براہین احمدیہ، حصہ سوم، صفحہ 238 تا 242)

یعنی خبردار ہو کہ اللہ کی مدد تجھ سے قریب

ہے۔ وہ مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہو جائیں گے اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گی۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے اور یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے سو تیرے پر واجب ہے کہ تو ان سے بدخلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آ کر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں۔ اور تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہوں گے۔ وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے۔

سامعین کرام! یہ تمام پیشگوئیاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی نہایت آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئیں اور آج دنیا اس بات کی گواہ ہے کہ اس چھوٹی سی گمنام بستی سے ایک انتہائی گمنام شخص کو جب اللہ تعالیٰ نے اصلاحِ خلائق کیلئے مامور فرمایا تو اُس کے ساتھ ہی بڑی کثرت کے ساتھ مخلوقِ خدا نے خدا کے مسیح کی آمد کی خبر پا کر قادیان کا رخ کیا اور بڑے دور دراز کے سفر کر کے لوگ قادیان پہنچے۔ بعض نے ہمیشہ کیلئے قادیان کو اپنا مسکن بنالیا اور بعض آپ کی زیارت سے فیضیاب ہو کر یا چند ایام آپ کی خدمت میں گزار کر اپنے وطنوں کو لوٹ جاتے۔ اور ابھی اس پیشگوئی کو 25 سال ہی گزرے تھے کہ اُس کے پورا ہونے کے متعلق آپ خود فرماتے ہیں کہ:

”بعد اس کے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دلایا اور فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آ رہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحائف اس کثرت سے لوگوں نے دیئے اور دے رہے ہیں جن کا میں شمار نہیں کر سکتا اور ہر چند مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں اور انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ رجوع خلائق نہ ہو......لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے اور انجام یہ ہوا کہ میری جماعت پنجاب کے تمام شہروں اور دیہات میں پھیل گئی اور ہندوستان میں بھی جا بجا یہ تخم ریزی ہو گئی۔ بلکہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریز بھی مشرف باسلام ہو کر اس جماعت میں داخل ہوئے اور اس قدر فوج در فوج قادیان میں لوگ آئے کہ یکوں کی کثرت سے کئی جگہ سے قادیان کی سڑک ٹوٹ گئی۔ اس پیشگوئی کو خوب سوچنا چاہئے اور خوب غور سے سوچنا چاہئے کہ ......کون جانتا تھا اور کس کے علم میں یہ بات تھی کہ جب میں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح بویا گیا اور بعد اس کے ہزاروں پیروں کے نیچے کچلا گیا اور آندھیاں چلیں اور طوفان آئے اور ایک سیلاب کی طرح شور بغاوت میرے اِس چھوٹے سے تخم پر پھر گیا پھر بھی میں اِن صدمات سے بچ جاؤں گا سو وہ تخم خدا کے فضل سے ضائع نہ ہوا بلکہ بڑھا اور پھولا اور آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے تین لاکھ انسان آرام کر رہا ہے یہ خدائی کام ہیں جن کے ادراک سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں۔“

(حقیقت الوحی، صفحہ 249)

سامعین کرام! یہ تو سن 1907ء کی بات تھی جبکہ آج تو سارا سال ہی بڑی کثرت سے مسیح پاک کے مہمان قادیان آتے ہیں بالخصوص جلسہ سالانہ کے موقع پر دنیا بھر کے ممالک سے ہزاروں کی تعداد میں شمع احمدیت کے پروانے مسیح آخر الزمان کی اس پاک بستی میں کھنچے چلے آتے ہیں۔

مالی نصرت

حضرات! ان پیشگوئیوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ خدا اپنی جناب سے تیری مدد کرے گا اور وہ لوگ تیری مدد کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔

سامعین کرام! ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ آپ کی بھاوج صاحبہ اپنے دسترخوان کا بچا ہوا کھانا آپ کیلئے بھجوا دیا کرتی تھیں۔ لیکن خدائی بشارت کے مطابق آج ہزار ہا خاندان آپ کے دسترخوان پر پل رہے ہیں۔ اس نعمت کا ذکر کرتے ہوئے آپ اپنے ایک عربی شعر میں فرماتے ہیں:

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ أُكْلِيْ
فَصِرْتُ الْيَوْمَ مِطْعَامَ الْأَهَالِيْ

کہ ایک زمانہ تھا کہ دوسروں کے دسترخوان کے بچے ہوئے ٹکڑے میری خوراک ہوا کرتے تھے۔ لیکن آج یہ حالت ہے کہ بہت سے خاندان میرے دسترخوان پر کھانا کھا رہے ہیں۔

پھر ایک وہ وقت بھی تھا کہ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو کھانا کھلانے کیلئے آپ کے پاس پیسے نہیں تھے۔ حضورؑ نے اپنے سُسر محترم حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہُ کو فرمایا کہ

میری بیوی صاحبہ کا کوئی زیور فروخت کر کے مہمانوں کے کھانے کا انتظام کر لیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بشارت کے مطابق آج ایک ایک جلسہ سالانہ پر کروڑہا روپے کے اخراجات ہوتے ہیں۔ آج دنیا کے بہت سے ممالک میں قادیان کی طرز پر سالانہ جلسوں کا عظیم الشان انعقاد ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاری فرمودہ لنگر کی شاخیں آج دنیا کے کئی ممالک میں جاری ہیں۔ اسی طرح وہ زمانہ بھی تھا کہ براہین احمدیہ کی طباعت کیلئے آپ خود امرتسر جاتے تھے اور اس کی طباعت کے اخراجات کیلئے بے حد فکرمند رہتے تھے یا پھر آج مالی نصرتِ الٰہی کا یہ عالم ہے کہ آپ کے مشن کی تکمیل کیلئے جماعت احمدیہ کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے سالانہ خرچ کر رہی ہے۔ آج دنیا حیران اور انگشت بدنداں ہے کہ ایک چھوٹی سی غریب جماعت کے پاس اتنا روپیہ کہاں سے آتا ہے۔ دنیاداری کی سوچ رکھنے والوں کو جب کچھ سمجھ نہیں آتا تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ان کو اسرائیل سے پیسہ آتا ہے یا فلاں ملک ان کی مدد کرتا ہے۔ ایک ایسے ہی موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ

”ہماری دولت امریکن یا کینڈین ڈالر نہیں یا یورپین کرنسی یا برٹش پونڈ نہیں۔ ہماری دولت تو وہ مخلص دل ہے جو ایک منور سینہ کے اندر دھڑک رہا ہے۔ جب تک یہ دل ہمارے ہیں اور جب تک ان سینوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے پیسہ کی کسے پرواہ ہے۔ وہ تو ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ آسمان سے پھینکے گا۔“

(خطبہ جمعہ 21 نومبر 1975ء)

سامعین کرام! اب خاکسار ایک ایسی پیشگوئی کا ذکر کرے گا جس کا ظہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے لیکر آج تک بڑی شان اور آب و تاب کے ساتھ ہو رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

(تذکرہ، صفحہ 260، الہام 1898ء)

یہ سن 1898 کا الہام ہے اس وقت آپ کے ماننے والوں کی تعداد چند ہزار تھی۔

اس تناظر میں یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی بن جاتی ہے۔ کیونکہ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دنیا کے 210 ممالک میں پھیل چکی ہے اور جماعت کی تعداد ہزاروں سے نکل کر لاکھوں میں نہیں بلکہ کروڑوں میں پہنچ چکی ہے۔

معزز سامعین! اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق کہ ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ جماعت کو تبلیغ کے بہت سے ذرائع عطا فرمائے۔ مثلاً آج خلافت احمدیہ کے زیر سایہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے دنیا بھر میں ہزاروں دیار التبلیغ کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔ ہزاروں واقفین زندگی، مبلغین و معلمین کرام تبلیغ و اشاعت کے کام میں شب و روز مصروف ہیں۔ دنیا کے کئی ممالک میں مختلف زبانوں میں اشاعت لٹریچر کیلئے جدید پرنٹنگ پریس قائم ہیں۔ اب تک 75 زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہو چکے ہیں اور سب سے بڑھ کر مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کا قیام ہے، جس کے تین چینل ساری دنیا میں 24 گھنٹے یہ منادی کر رہے ہیں کہ

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

سامعین کرام! آج اسی ایم ٹی اے کی برکت سے عالم احمدیت پر ہر جمعہ ایک نئی شان اور برکتوں کے ساتھ طلوع ہوتا ہے، جب دنیا کے 210 ممالک کے کروڑوں احمدی مساجد، نماز سنٹرز اور اپنے اپنے گھروں میں ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر درود شریف پڑھتے ہوئے اپنے پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کا بے صبری سے انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ بھلا کوئی بتلائے تو صحیح کہ کیا کوئی اور بھی ہے جس کا خطبہ اسی شان سے دنیا سنتی ہے یا جس کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہا ہے۔

معزّز سامعین! اگرچہ کہ حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی آپ کی تبلیغ ہندوستان سے نکل کر باہر کے مختلف ملکوں میں پہنچ چکی تھی۔ لیکن آج خلافت خامسہ کے دور میں اللہ تعالیٰ کے افضال و انعامات کی وہ موسلا دھار بارش ہو رہی ہے کہ جس کا شمار ناممکن ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ولولہ انگیز قیادت میں جماعت اللہ کے فضل سے ہر لحاظ سے ترقی کی نئی سے نئی منزلیں طے کر رہی ہے۔

اسلام کی پرامن تعلیمات پر مشتمل سیدنا حضور انور ایدہ اللہ کے برٹش، ڈچ اور یورپین پارلیمنٹوں، اسی طرح جرمنی کے ملٹری ہیڈ کوارٹرز اور کیپیٹل ہل امریکہ میں اور بیسیوں پیس سمپوزیم اور کانفرنسوں میں آپ کے خطابات سے پوری دنیا میں کروڑوں لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچ چکا ہے اور اسلام کی پرامن تعلیم پر مشتمل آپ کے ان خطابات نے یورپ اور امریکہ کے دانشوروں اور عوام وخواص کو اسلام کے تئیں اپنا نظریہ بدلنے پر مجبور کر دیا ہے۔

معزز سامعین! آج دُنیا دار، نادان اور دُشمن مولوی آگ بگولہ ہے کہ جماعت کو یورپ کی سرپرستی حاصل ہوگئی ہے۔ کاش یہ دُنیا دار مولوی دُنیاداری کی عینک اُتار کر غور کرتے تو اُنہیں معلوم ہوجاتا کہ یورپ کی نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی سرپرستی حاصل ہے۔ درحقیقت ان کی کمریں ٹوٹ چکی ہیں اور ان کی ہمّت جواب دے گئی ہے۔ ہر طرف كُلُّهُمْ فِي النَّارِ کا نظارہ ہے۔ حسد کی آگ میں یہ جل رہے ہیں۔ اِن کے مقدر میں صرف جلنا ہے اور جل کر بھسم ہوجانا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام وعدہ الٰہی کی روشنی میں بڑی تحدی سے فرماتے ہیں:

’’اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اِس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اِس مذہب اور اِس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اِس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔‘‘

(رُوحانی خزائن، جلد 20، تذکرۃ الشہادتین، صفحہ 66)

انذاری پیشگوئیاں

مخالفین احمدیت کا انجام

سامعین کرام! اب میں اپنی تقریر کے دوسرے حصے کو لیتا ہوں اور وقت کی رعایت سے چند انذاری پیشگوئیوں کا ذکر کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول ہی غالب آکر رہیں گے۔ اور انبیا کے دشمنوں کے متعلق فرمایا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ کہ مجرموں کو ہم سزا کے بغیر نہیں چھوڑتے۔

اپنے اِسی دائمی قانون کے تحت اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جہاں عظیم الشان کامیابیوں کی بیشمار بشارتیں دیں وہاں آپؑ کے دشمنوں کی ہلاکت، اُن کی ناکامی و نامُرادی اور ذلّت و رسوائیوں کی بھی خبر دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا:

اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ

(کہ جو تجھے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا مَیں اُس کو ذلیل کروں گا) (تذکرہ، صفحہ 27)

فرمایا: وَنُمَزِّقُ الْاَعْدَاءَ كُلَّ مُمَزَّقٍ

(مَیں تیرے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا)

(تذکرہ، صفحہ 550)

نیز فرمایا:

یَعْصِمُكَ اللّٰهُ مِنَ الْعِدَا

وَیَسْطُوْ بِكُلِّ مَنْ سَطَا

(اللہ دشمنوں سے تجھے بچائے گا اور ہر ایک جو تجھ پر حملہ کرتا ہے اللہ اُس پر حملہ کرے گا)

(تذکرہ، صفحہ 558)

پھر فرمایا: اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خَاطِئِیْنَ یعنی وہ لوگ جو فرعون وہامان کی خصلت رکھتے ہیں اور انکے ساتھ کے لوگ جو ان کا لشکر ہیں یہ سب خطا پر تھے۔ پھر فرمایا: اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْكَ بَغْتَةً میں تمام فوجوں کے ساتھ یعنی فرشتوں کے ساتھ نشانوں کے دکھلانے کیلئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا۔ (تذکرہ، صفحہ 494)

سامعین کرام! ان الہامات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک زمانہ قبل اطلاع دے دی تھی کہ آپ کی مخالفت ہوگی اور آپ کی جماعت کی بھی مخالفت ہوگی۔ مخالف آپ کے مشن کو نیست و نابود کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے۔ آپ کو بتایا گیا کہ اس مخالفت میں افراد بھی سامنے آئیں گے اور جماعتیں بھی مقابل پر آئیں گی اور حکومتیں بھی ٹکر لینے کی کوشش کریں گی۔ لیکن خدائے علام الغیوب اور قادر مطلق انہیں ذلیل و خوار کرے گا اور وہ جلد آپس میں پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گی۔ چنانچہ احمدیت کی تاریخ کا ایک ایک دن اس بات کا گواہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عین اِن پیشگوئیوں کے مطابق ہی سلوک فرمایا۔ بیشک دُشمنوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ ہر طرح کے مکروفریب کو کام میں لایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے مکروفریب کی ہر بازی اُنہیں پر اُلٹادی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو ہر میدان میں کامیاب وکامران فرمایا۔

چنانچہ دیکھ لیجئے! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شدید ترین مخالف اور اوّل المکذبین مولوی محمد حسین بٹالوی کا کیا انجام ہوا، جس نے کہا تھا کہ میں نے ہی اس شخص کو اُٹھایا ہے اور اب میں ہی اسے گراؤں گا۔ لیکن آج ساری دنیا گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو دنیا جہان میں کیسی عظمت اور سربلندی عطا فرمائی ہے اور مولوی محمد حسین بٹالوی کو کس ذلت سے ہمکنار کیا۔ آج پورے بٹالہ میں کسی سے جا کر مولوی محمد حسین بٹالوی کے بارے میں پوچھ لیجئے! کوئی اس کا نام بھی نہیں جانتا۔ کوئی نہیں بتا پائے گا کہ اس کا گھر کہاں تھا اور وہ کہاں مدفون ہے۔ لیکن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام آج ساری دنیا میں ڈنکے کی چوٹ پر گونج رہا ہے اور دنیا جہان میں آپ پر جان قربان کرنے والے کروڑوں جاں نثار موجود ہیں۔

اسی طرح مولوی ثناء اللہ امرتسری جو اپنے آپ کو فاتح قادیان کہا کرتا تھا، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت مباہلہ سے راہِ گریز اختیار کرتے ہوئے متواتر لکھتا تھا کہ یہ کوئی معیار صداقت نہیں کہ سچے کی زندگی میں جھوٹا مرے بلکہ مسیلمہ کذاب کی مثال دے کر کہتا تھا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جھوٹے کو لمبی مہلت دی جاتی ہے۔ چنانچہ اُسی کی دلیل کے مطابق اُس کو لمبی عمر دی گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر اُس نے بڑی حسرت سے کہا تھا کہ کاش اب مرزا صاحب کی کل کتابوں کو جمع کر کے خاکستر کر دیا جائے تا کہ آئندہ اُن کا کوئی نام لیوا بھی نہ بچے۔ اُس کا خود اپنا انجام یہ ہوا کہ 1947ء کے فسادات میں اُس کی موجودگی میں اُس کے اکلوتے بیٹے کو بُری طرح ذبح کر دیا گیا اور اُس کے اپنے کتب خانہ کو جو اُسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھا اُس کی آنکھوں کے سامنے جلا کر خاک کر دیا گیا اور ناکامی اور نامرادی کے ساتھ بڑی حسرت سے دنیا سے رخصت ہوا اور احمدیت کا بال بھی بیکا نہ کر سکا۔

سامعین کرام! اس موقع پر خاکسار اختصار سے کام لیتے ہوئے چند ایسے معاندین کے صرف ناموں کا ذکر کرنا چاہتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہلاکت کے خواہاں تھے۔ بعض نے آپ کے خلاف بددعائیں کیں اور بعض مباہلہ کے نتیجے میں ہلاک ہوئے۔ مثلاً:

مولوی نظیر حسین دہلوی، مولوی غلام دستگیر قصوری، مولوی رشید احمد گنگوہی۔ شاہ دین لدھیانوی، امریکہ کا جان الیگزینڈر ڈوئی، مولوی عبدالمجید دہلوی، سعد اللہ لدھیانوی، لدھیانہ کے ہی مولوی محمد، مولوی عبدالعزیز، مولوی عبداللہ، یہ سبھی مباہلہ کے نتیجے میں دردناک موت کا شکار ہوئے۔ اسی طرح محی الدین لکھوکے والے، نور محمد بھڑی چٹھ، چراغ دین جمونی، مولوی غلام رسول امرتسری، اسماعیل علی گڑھی، مولوی محمد حسین بھیں والے۔ ان سبھوں نے حضور علیہ السلام کے خلاف بددعا کی اور اکثر طاعون کے عذاب سے ہلاک ہوئے۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف ’’حقیقت الوحی‘‘)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدائی وعدوں کے پورا ہونے پر بطور شکرانہ فرماتے ہیں:

گڑھے میں تُو نے سب دُشمن اُتارے
ہمارے کر دیئے اُونچے منارے
مقابل پر مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تُو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے اُن کے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے
اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

سامعین کرام! یہ وہ معاندین تھے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں وعدہ الٰہی کے مطابق ذلت و رسوائی کے گڑھے میں گرائے گئے۔ سن 1934ء میں مجلس احرار

اُٹھی اور بانی احرار سید عطاء اللہ شاہ بخاری جس نے احمدیوں کو مسیح کی بھیڑیں کہتے ہوئے بڑی حقارت سے کہا تھا کہ احمدیت کو مٹانے کیلئے بہت سے ہاتھ اُٹھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ میرے ہاتھ سے نیست و نابود ہو اور پھر خدائی تقدیر کے مطابق مجلس احرار اور بانی احرار کا جو عبرت ناک انجام ہوا دنیا اُس کی گواہ ہے۔ سن 1974ء میں پڑوسی ملک کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو جس نے علمائے سوء کو خوش کرنے کیلئے پاکستان کی قومی اسمبلی میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر یہ سمجھ لیا تھا کہ اب میری کرسی کو کوئی ہلا نہ سکے گا لیکن كَلْبٌ يَمُوتُ عَلَى كَلْبٍ کے مصداق اس شخص کو دنیا کی کوئی طاقت حسرت ناک عذاب الٰہی سے بچا نہیں سکی۔

پھر ایک فوجی ڈکٹیٹر جو احمدیت کو کینسر کے نام سے تعبیر کرتا تھا اس نے احمدیوں کا عرصہ حیات تنگ کرنے کیلئے اور براہ راست خلافت احمدیہ پر ہاتھ ڈالنے کیلئے ایک انتہائی ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو بڑی شان کے ساتھ بحفاظت لندن ہجرت کی توفیق بخشی اور دوسری طرف فرعون زمانہ مباہلہ کے نتیجہ میں اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ حیران کن ہوائی حادثہ کا شکار ہو کر فضائے آسمانی میں ایسا بکھرا کہ اُس کے وجود کا کوئی حصہ بھی سلامت نہ پایا گیا۔ سچ تو یہی ہے کہ:

انجام یہی ہوتا آیا، فرعونوں کا ہامانوں کا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے...... اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کیلئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔''

(رُوحانی خزائن جلد 17 ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 49)

سامعین کرام! اب خاکسار ایک اور عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔

1896ء کے آخر میں طاعون نے ممبئی اور ارد گرد کے دیہات پر حملہ کیا اور ہزاروں جانیں لے لیں۔ ایسے وقت میں جبکہ پنجاب میں طاعون کا نام و نشان تک نہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ پنجاب میں بھی طاعون پھیلنے والی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 6 فروری 1898ء کو محض عوام کی ہمدردی کی خاطر ایک اشتہار شائع فرمایا اور اعلان کیا کہ اِس بارہ میں مجھے جو الہام ہوا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلق ہے۔ اگر لوگ اپنے اعمال کو درست کر لیں اور توبہ و استغفار اور صدقہ و خیرات کریں تو اس مصیبت سے بچ سکتے ہیں۔ آپ نے متنبہ فرمایا کہ:

''سخت خطرہ کے دن ہیں اور بلا دروازے پر ہے''

(روحانی خزائن، جلد 14، ایام الصلح، صفحہ 363)

معزز سامعین! مخالفین نے اس پیشگوئی پر خوب ہنسی اُڑائی، گالیاں دیں اور طرح طرح کے اعتراضات کیے۔ لیکن بالآخر طاعون پنجاب میں داخل ہوگئی اور ایسی تباہی مچائی کہ ایک حشر بپا ہوگیا۔ ہزاروں دیہات ویران اور سینکڑوں شہر خالی ہوگئے اور ایک کروڑ بیس لاکھ جانیں موت کا شکار ہوئیں۔

(تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 6)

اس موقع پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طاعون اِس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح کا انکار کیا گیا، اُس کے قتل کے منصوبے کئے گئے، اُس کا نام کافر اور دجّال رکھا گیا۔ پس یہ طاعون میری صداقت کے نشان کے طور پر ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ میری جماعت کے لوگوں کو طاعون سے محفوظ رکھے گا لہٰذا اُنہیں ٹیکہ کرانے کی ضرورت نہیں۔

سامعین کرام! اِس عظیم الشان پیشگوئی کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے اِنَّهُ آوَى الْقَرْيَةَ کہ وہ اس قریہ یعنی قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ آپؑ نے اپنے مخالفین کو دعوت دی کہ یہ نہایت عمدہ موقع ہے کہ اپنی سچائی ثابت کریں اور قادیان کے مقابل پر کسی شہر کا نام لیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ ایک ایک مخالف کا نام لیکر آپ نے اُسے غیرت دلائی۔ مثلاً آپ نے فرمایا کہ میاں شمس الدین اور اُنکی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ عبدالجبار اور عبدالحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں۔ اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دِلّی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دِلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ اور احمد حسن امروہی کو چاہئے کہ وہ امروہہ کی نسبت پیشگوئی کرے کہ امروہہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے اور خواہ امرتسر میں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اُس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائے گا کیونکہ اُس نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی۔''

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 238)

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعوت مقابلہ کے لئے کوئی مخالف تیار نہ ہوا۔ جبکہ آپ نے بڑی تحدی کے ساتھ اس نشان صداقت کو پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے۔ ہر ایک مہینہ میں کم سے کم پانسو آدمی اور کبھی ہزار دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفوں کیلئے زحمت اور عذاب ہے...... اور اگر اس کے برخلاف ثابت ہو تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسے ثابت کنندہ کو مَیں ہزار روپیہ نقد دینے کو تیار ہوں۔ کون ہے کہ اس مقابلہ کیلئے کھڑا ہووے اور ہم سے ہزار روپیہ لیوے؟''

(رُوحانی خزائن جلد 22، تتمہ حقیقۃ الوحی، صفحہ 568)

مادی اور سیاسی انقلابات اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کی پیشگوئی

سامعین کرام! انذاری پیشگوئیوں کے تعلق میں اب آخر میں ان عظیم الشان پیشگوئیوں کا ایک مختصر جائزہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں جو دنیا کے مادی اور سیاسی انقلابات سے تعلق رکھتی ہیں اور جن کے نتیجہ میں دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا۔ چنانچہ اس وقت تک دنیا دو عظیم اور خوفناک جنگوں سے دو چار ہو چکی ہے۔ ہر دو جنگوں کے متعلق بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کئی سال قبل پیشگوئی فرمادی تھی۔ چنانچہ 1904 میں جبکہ مغربی طاقتوں کے بالمقابل کسی مشرقی طاقت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ وحی نازل فرمائی کہ:

''ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت''

چنانچہ 1914 میں جب پہلی جنگ عظیم ہوئی تو پیشگوئی کے عین مطابق دنیا نے دیکھا کہ جاپان ایک مشرقی طاقت کی حیثیت سے مغربی طاقتوں کے مقابل پر نمودار ہوا اور کوریا جاپان کے زیر اقتدار آ گیا۔ جبکہ پہلے وہ روس کے قبضہ میں تھا اور اسی طرح آپ کی پیشگوئی کے مطابق دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ بااختیار بادشاہ زارِ روس اچانک اپنے شاہی خاندان سمیت نہایت ذلت کے ساتھ حکومت سے بے دخل کر دیا گیا اور اس کو اس کے شاہی خاندان سمیت مختلف جگہ قید میں رکھ کر ایسی المناک اذیتیں پہنچائی گئیں جن کو سن کر آج بھی بدن پر لرزہ طاری ہوتا ہے اور بالآخر زار اور اسکے خاندان کو سخت عذاب کے ساتھ قتل کر دیا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ الہام من وعن پورا ہوا کہ:

''زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار''

پھر دوسری جنگ عظیم میں آپ کی پیشگوئی کے مطابق ایسی عالمگیر تباہی آئی جو پہلی جنگ عظیم کی تباہی سے زیادہ وسیع اور خوفناک تھی۔ اس جنگ میں جاپان کو شکست ہوئی اور جاپان کے شہر ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی حملہ کر کے ان کے وجود کو دنیا کے نقشے سے تقریباً مٹا دیا گیا۔ ادھر جاپان کو شکست ہوئی تو چین ایک مشرقی طاقت کی حیثیت سے دنیا کے افق پر نمودار ہوا۔ یہ سب انقلابات درحقیقت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ظہور میں آئے ہیں۔ آج دنیا دو بلاکوں میں بٹ چکی ہے۔ ایک طرف امریکہ اور اسکے ساتھی ہیں اور دوسری طرف روس اور اسکے ساتھی ہیں۔ ان دونوں متحارب گروہوں کی تباہی بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق تیسری عالمگیر جنگ کی شکل میں سر پر منڈلا رہی ہے۔ چنانچہ آپ نے دنیا کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

''دنیا میں ایک حشر بپا ہوگا۔ وہ اول الحشر ہوگا اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی۔ اور

ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آوے گی اور ان تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا۔“

(تذکرہ، صفحہ 798)

نیز آپ تیسری عالمگیر جنگ کی ہولناک تباہی کی خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”اے یوروپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا اور اسکی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔“

(حقیقت الوحی روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 269)

سامعین کرام! آج جو دنیا کے حالات ہیں اور عرب سپرنگ کے نتیجہ میں جو سیاسی تغیرات اُبھر کر دنیا کے سامنے نمودار ہوئے ہیں اور جس طرح مغربی طاقتوں نے اپنے ذاتی مفادات کی خاطر ان ممالک میں حالات کو بد سے بدتر بنادیا ہے۔ اس کے نتیجہ میں دنیا پھر سے ایک تیسری عالمگیر جنگ کے دہانے پر کھڑی ہے۔ آج پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ”ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت“ دوبارہ ان حالات پر صادق آرہا ہے۔ خصوصا کوریا اور امریکہ کے حالیہ تنازعہ کے متعلق تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واضح الفاظ میں فرمادیا ہے کہ:

” صرف مڈل ایسٹ یا عرب ممالک کا ہی معاملہ نہیں ہے کہ جہاں سے جنگ کے شعلے بھڑک سکتے ہیں۔ امریکہ اور کوریا کا بھی تناؤ ہر آنے والے دن میں بڑھ رہا ہے اور دنیا کے حالات پر نظر رکھنے والے اور تبصرہ کرنے والے اس بات کا کھل کر اظہار کررہے ہیں کہ امریکہ کا معمولی سا بھی ہتھیاروں کا استعمال یا سختی کا رویّہ یا کوریا کی طرف سے ہتھیار کا استعمال چاہے وہ بغیر نقصان پہنچائے ڈرانے کیلئے ہی ہو اس خطے میں بدترین جنگ پر منتج ہوگا۔“

(خطبہ جمعہ 30/جون 2017)

الغرض آج بے شک دنیا ایک ہولناک تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے اور کبھی بھی کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور پیشگوئی ہے کہ تیسری عالمگیر تباہی کی انتہا اسلام کے عالمگیر غلبہ کی ابتدا سے ہوگی۔

اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اسلام کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوگا اور دنیا کو منور کرے گا لیکن پہلے اس سے کہ یہ واقع ہو ضروری ہے کہ دنیا ایک عالمگیر تباہی میں سے گزرے، ایک ایسی خونی تباہی جو بنی نوع انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گی لیکن یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ یہ ایک انذاری پیشگوئی ہے اور انذاری پیشگوئیاں توبہ اور استغفار سے التواء میں ڈالی جاسکتی ہیں بلکہ ٹل بھی سکتی ہیں، اگر انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے اور اپنے اطوار درست کرلے۔ وہ اب بھی خدائی غضب سے بچ سکتا ہے۔“

(خطباتِ ناصر، جلد اوّل، صفحہ 930)

اب آخر پر خاکسار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک اقتباس پیش کرکے اپنی تقریر کو ختم کرے گا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آنے والے مسیح ومہدی کو مان لیا ہے جس سے اب دنیا کا امن اور سلامتی وابستہ ہے اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل کرنے سے قائم ہوگا۔ دنیا اگر جنگوں کی تباہی اور بربادی سے بچ سکتی ہے تو صرف ایک ہی ذریعہ سے بچ سکتی ہے اور وہ ہے ہر احمدی کی ایک درد کے ساتھ ان تباہیوں سے انسانیت کو بچانے کیلئے دعا۔

حضور فرماتے ہیں کہ آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ ایک درد کے ساتھ انسانیت کو تباہی سے بچانے کیلئے بھی دعا کریں۔ جنگوں کے ٹلنے کیلئے بھی دعا کریں......ہم اس بات پر خوش نہیں ہیں کہ دنیا کا ایک حصہ تباہ ہو اور پھر باقی دنیا کو عقل آئے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں اور آنے والے کو مانیں بلکہ ہم تو اس بات پر خوش ہیں اور کوشش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس کے بداعمال کی وجہ سے تباہی میں نہ ڈالے اور دنیا کو عقل دے کہ وہ بدانجام سے بچیں......اللہ تعالیٰ کرے کہ ہماری دعاؤں سے ان کو عقل بھی آجائے اور اللہ تعالیٰ ان کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بھی بچالے۔

(خطبہ جمعہ 30/جون 2017)

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

......☆......☆......☆......

حشر کے روز تُو محمود کا بنیو ہمدم

کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ قصیدہ میں کروں وصفِ مسیحا میں رقم
فخر سمجھیں جسے لکھنا بھی مرے دست و قلم

کھولتا ہوں میں زباں وصف میں اس کے یارو
جس کے اوصاف حمیدہ نہیں ہو سکتے رقم

جان ہے سارے جہاں کی وہ شہِ والا جاہ
منبع جود وسخا ہے وہ مرا ابر کرم

وہ نصیبا ہے ترا اے مرے پیارے عیسیٰؑ
فخر سمجھیں تری تقلید کو ابن مریمؑ

فیض پہنچانے کا ہے تو نے اٹھایا بیڑا
لوگ بھولے ہیں ترے وقت میں نامِ حاتم

تاج اقبال کا سر پر ہے مزین تیرے
نصرت و فتح کا اڑتا ہے ہوا میں پرچم

شان و شوکت کو تری دیکھ کے حساد و شریر
خون دل پیتے ہیں اور کھاتے ہیں وہ غصہ و غم

کونسا چھوڑا ہے حیلہ تیری رسوائی کا
ہر جگہ کرتے ہیں یہ حق میں ترے سبّ و شتم

پر تری پشت پہ وہ ہے جسے کہتے ہیں خدا
جس کے آگے ہے ملائک کا بھی ہوتا سرخم

جب کیا تجھ پہ کوئی حملہ تو کھائی ہے شکست
مار وہ ان کو پڑی ہے کہ نہیں باقی دم

مٹ گیا تیری عداوت کے سبب سے پیارے
کوئی لیتا نہیں اب دہر میں نام آتھم

کر نہیں سکتے یہ کچھ بھی ترا اے شاہ جہاں
ہفت خواں بھی جو یہ بن جائیں تو تُو ہے رستم

جس کا جی چاہے مقابل پہ ترے آ دیکھے
دیکھنا چاہتا ہے کوئی اگر ملکِ عدم

حیف ہے قوم ترے فعلوں پر اور عقلوں پر
دوست ہیں جو کہ ترے اُن پہ تو کرتی ہے ستم

ہائے اُس شخص سے تو بغض و عداوت رکھے
رات دن جس کو لگا رہتا ہے تیرا ہی غم

نام تک اُس کا مٹا دینے میں ہے تُو کوشاں
اس کا ہر بار مگر آگے ہی پڑتا ہے قدم

دیکھ کر تیرے نشانات کو اے مہدئ وقت
آج انگشت بدنداں ہے سارا عالم

مال کیا چیز ہے اور جاں کی حقیقت کیا ہے
آبرو تجھ پہ فدا کرنے کو تیار ہیں ہم

غرق ہیں بحرِ معاصی میں ہم اے پیارے مسیحؑ
پار ہوجائیں اگر تُو کرے کچھ ہم پہ کرم

آج دنیا میں ہر اک سُو ہے شرارت پھیلی
پھنس گئی پنجۂ شیطاں میں ہے نسلِ آدم

اب ہنسی کرتے ہیں احکام الٰہی سے لوگ
نہ تو اللہ ہی کا ڈر ہے نہ عقبیٰ کا غم

کوئی اتنا تو بتائے یہ اکڑتے کیوں ہیں؟
بات کیا ہے کہ یہ پھرتے ہیں نہایت خرّم

بات یہ ہے کہ یہ شیطاں کے فسوں خوردہ ہیں
ان کے دل میں نہیں کچھ خوفِ خدائے عالم

اپنی کم علمی کا بھی علم ہے کامل اُن کو
ڈالتے ہیں انہیں دھوکے میں مگر دام و درم

صاف ظاہر ہے جو آتی ہے یہ آوازِ صریر
ان کے حالات کو لکھتے ہوئے روتا ہے قلم

لاکھوں انسان ہوئے دین سے بے دیں ہیہات
شرک نے گھیر لی توحید کی جا وائے ستم

ایسی حالت میں بھی نازل نہ ہو گر فضلِ خدا
کفر کے جبکہ ہوں اسلام پہ حملے پیہم

جس طرف دیکھئے دشمن ہی نظر آتے ہیں
کوئی مونس نہیں دنیا میں نہ کوئی ہمدم

دین اسلام کی ہر بات کو جھٹلائیں غوی
احمد پاک کے حق میں کریں سبّ و شتم

عاشق احمدؐ و دلدادۂ مولائے کریم
حسرت و یاس سے مرجائیں بہ چشمِ پُرنم

پر وہ غیور خدا کب اسے کرتا ہے پسند
دینِ احمدؐ ہو تباہ اور ہو دشمن خرّم

اپنے وعدے کے مطابق تجھے بھیجا اس نے
امتِ خیرِ رسل پر ہے کیا اُس نے کرم

تیرے ہاتھوں سے ہی دجال کی ٹوٹے گی کمر
شرک کے ہاتھ ترے ہاتھ سے ہی ہووینگے قلم

دَجل کا نام و نشاں دہر سے مٹ جائے گا
ظلِ اسلام میں آجائے گا سارا عالم

جو کہ ہیں تابع شیطاں نہیں اُن کی پروا
ایک ہی حملے میں مٹ جائیگا سب اُن کا بھرم

تیری سچائی کا دنیا میں بجے گا ڈنکا
بادشاہوں کے ترے سامنے ہونگے سَرخم

تیرے اعداء جو ہیں دوزخ میں جگہ پائیں گے
پر جگہ تیرے مریدوں کی تو ہے باغِ ارم

التجا ہے میری آخر میں یہ اے پیارے مسیحؑ
حشر کے روز تو محمود کا بنیو ہمدم

......☆......☆......☆......

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2017

مالی قربانی کی اہمیت اور اسکی برکات (ایمان افروز واقعات کی روشنی میں)

(شعیب احمد، ناظر بیت المال خرچ قادیان)

معزز سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں مالی قربانی کی اہمیت و برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

(سورۃ البقرۃ:262)

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

(سورۃ البقرۃ:266)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اگاتا ہو ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے اور اللہ وسعت عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کیلئے خرچ کرتے ہیں ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

ان ہر دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح رنگ میں فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والا کبھی مال خرچ کرنے کے نتیجہ میں ضائع نہیں ہوتا اور نہ کبھی نقصان اٹھاتا ہے بلکہ اسکے مال میں غیر معمولی برکت دی جاتی ہے۔ جس طرح ایک دانہ زمین میں بونے کے نتیجہ میں اسکی سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں تو سات بالیوں میں سات سو دانے نکلتے ہیں بلکہ اگر اللہ چاہے تو اس سے زیادہ نکل سکتے ہیں اور موجودہ سائنسی دور میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایک دانے سے کئی سو دانے نکالے جاسکتے ہیں۔

گویا اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو یہ یقین دلاتا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے کسی بھی نیک کام میں مال خرچ کروگے تو تمہارے اموال کم نہیں ہوں گے اور نہ کبھی باغ ضائع ہوں گے اور نہ تجارت ضائع ہوگی اور نہ نقصان اٹھاؤ گے بلکہ ہر کام میں غیر معمولی برکتیں حاصل ہوں گی۔

معزز سامعین! دور اول کے مسلمانوں نے مالی قربانی کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ان برکات سے فائدہ اٹھایا جن کا مختصراً ان دو آیات میں بیان ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے اپنی بے مثال قربانیوں اور ایثار اور والہانہ عشق و محبت کے ذریعہ فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کا مقام حاصل کرکے رہتی دنیا کیلئے ایک بے مثال نمونہ قائم کردیا اور اپنے عمل سے ثابت کردیا کہ واقعی آنحضرت ﷺ کا دور دنیا کی تاریخ کا زریں دور تھا کیونکہ یہ وہی صحابہ کرام تھے جنھوں نے اللہ کی آواز یعنی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ اے ایمان والو تم اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ سنتے ہی یہ کہتے ہوئے کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں، آپ کے قدموں میں اپنی زندگیاں قربان کردی تھیں۔

جب مالی قربانی کا مطالبہ ہوتا تھا تو صحابہ بھاگتے ہوئے اپنے گھروں سے جو بھی میسر ہوتا لاکر آپ کے سامنے پیش کردیتے۔ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی دوڑ لگی رہتی تھی۔ ایک موقعہ پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی گھر سے مال لے کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ اے عمر تم کیا لے کر آئے ہو تو آپ نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ میں اپنے مال کا نصف لے آیا ہوں۔ اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ میں اپنا کل مال لے آیا ہوں اور گھر میں اللہ اور اللہ کے رسول کا ذکر چھوڑ آیا ہوں۔

یہ قربانی کا جذبہ جب تک جاں نثار صحابہ اور آپ کے متبعین میں قائم رہا تب تک مسلمانوں میں ترقیات کا دور جاری رہا اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل ہوتی رہی۔ آپ کی بعثت کے تین سو سال بعد ایک تاریکی کا دور شروع ہو گیا جس کی ظلمتیں ایک ہزار سال کے عرصہ میں اپنی انتہا کو پہنچ گئیں اور آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا اور قربانی کی روح مفقود ہوگئی اور حقیقی ایمان دنیا سے اٹھ کر ثریا ستارہ تک جا پہنچا۔ تب خدا تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا اور قرآن کریم کی سورۃ محمد میں بیان کی گئی اس واضح پیشگوئی وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ (یعنی اے مسلمانو اگر تم اسلام کی زندگی کیلئے قربانی سے پھر گئے تو خدا تعالیٰ تمہارے بدلے ایک دوسری قوم کو لے آئے گا۔ پھر وہ تمہاری طرح قربانی سے منہ پھیرنے والے نہیں ہوں گے)، کے مطابق اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر اُس مسیح محمدی و مہدی علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا جس کے ذریعہ اسلام کا عالمگیر غلبہ مقدر تھا۔ آپ ایسے وقت میں آئے جبکہ دنیا کے چاروں طرف ضلالت اور گمراہی کا دور دورہ تھا اور باطل قوتیں اسلام کو کمزور کرنے کی ہر ممکن کوشش میں لگی ہوئی تھیں اور لاکھوں مسلمان عیسائیت اور دیگر مذاہب کے دام فریب میں پھنس رہے تھے اور اسلام جو ساری دنیا کو محمد رسول اللہ ﷺ کے نور سے منور کرنے کیلئے آیا تھا اس نور کو مٹانے کی کوشش میں تھے، ایسے نازک دور میں قادیان کی گمنام بستی سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عاشق صادق اور آپ پر سب سے زیادہ درود و سلام بھیجنے والے سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی کہ میں تیرے نام کو عزت سے دنیا میں پھیلاؤں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے نیز کام کی تکمیل کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بشارت دی کہ میں تجھے جاں نثاروں اور وفا شعاروں کی ایک مقدس جماعت بھی عطا کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بشارت دی کہ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔

معزز سامعین! جب ہم تاریخ احمدیت کا مطالعہ کرتے ہیں تو روز روشن کی طرح یہ بات سامنے آتی ہے کہ آخرین کی اس جماعت نے اپنے امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلی ہوئی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مالی قربانی کا وہ اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا کہ جس سے دور اول کی قربانیوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ جہاں آپ اسلام کی سربلندی کیلئے اپنا تن من دھن قربان کر چکے تھے وہاں آپ کے صحابہ اور مخلصین جماعت نے بھی وہی نمونہ دکھایا جو دور اول میں آنحضرت ﷺ کے صحابہ کا تھا۔ انہوں نے آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایسی ایسی قربانیاں پیش کی ہیں جس کی نظیر دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

صدیقی روح رکھنے والے حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے اور بعد میں اپنے بے مثال اخلاص اور قربانی کے نتیجہ میں خلیفۃ المسیح الاول ہوئے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں تحریر فرماتے ہیں:

''میں آپ کی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے میرا نہیں ہے آپ کا ہے حضرت پیرو مرشد! میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔''

(فتح اسلام، صفحہ 36)

حضرت مسیح موعودؑ آپ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلائے کلمۂ اسلام کیلئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا

ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں...... انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔'' (فتح اسلام، صفحہ 35)

حضرت مولانا نورالدین صاحب کی طرح قربانی اور خدمت کا جذبہ رکھنے والے بے شمار بزرگان تھے۔ سب کی یہی تمنائیں تھیں کہ کاش انکے سارے مال و دولت الٰہی دین کی اشاعت میں صرف ہو جائیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں:

''میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دست بردار ہو جاؤ تو وہ دست بردار ہو جانے کیلئے مستعد ہیں۔''

(سیرۃ المہدی، حصہ اول، صفحہ 145)

چنانچہ تاریخ احمدیت میں قربانی کی ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جس میں مخلصین نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر قسم کی دینی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اپنا تن من دھن حضور علیہ السلام کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ:

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لدھیانہ میں ایک ضروری اشتہار کے چھپوانے کیلئے -/60 روپے کی ضرورت پیش آئی۔ انہیں دنوں آپ کے جید صحابی حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لدھیانہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور علیہ السلام نے آپ کو بلایا اور فرمایا کہ اس وقت یہ اہم ضرورت درپیش ہے کیا آپ کی جماعت اس قدر روپیہ کا انتظام کر سکے گی۔ آپ نے عرض کیا حضرت ان شاء اللہ کر سکے گی۔ میں جا کر روپے لاتا ہوں چنانچہ آپ فوراً کپورتھلہ گئے اور جماعت کے کسی فرد سے ذکر کیے بغیر اپنی بیوی کا ایک زیور فروخت کر کے ساٹھ روپے حاصل کئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں لا کر پیش کر دیئے۔

(اصحاب احمد، جلد چہارم، صفحہ 41)

یہ روایت لمبی ہے چونکہ منشی ظفر احمد صاحب اکیلے یہ خدمت بجالائے، جماعت کپورتھلہ کے احباب کو شامل ہونے کی تحریک نہیں کی۔ اس لئے اس واقعہ کا علم ہونے پر منشی اروڑے خاں صاحب جو کہ اسی جماعت کے ممبر تھے چھ ماہ تک منشی ظفر احمد صاحب سے ناراض رہے۔ یہ وہ فدائی تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا ہوئے۔

حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے منارۃ المسیح کی تعمیر کیلئے ہزار روپے کا وعدہ لکھوایا اور اپنا دہلی کا ایک مکان بیچ کر یہ رقم ادا کر دی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جب منارۃ المسیح کی تعمیر کی تحریک فرمائی حضرت میاں شادی خان صاحب سیالکوٹیؓ نے چارپائیوں کے علاوہ اپنے گھر کا سارا سامان تین سو روپے میں بیچ کر پوری رقم حضورؑ کی خدمت اقدس میں پیش کر دی۔ جس پر حضرت اقدس نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ'' آپ نے تو حضرت ابوبکرؓ کا نمونہ دکھایا۔'' یہ سنتے ہی آپ واپس گھر گئے اور چارپائیاں بھی فروخت کر کے ساری رقم چندہ میں دے دی۔

(تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 147)

اسی طرح حضرت صاحبزادہ پیر منظور احمد صاحب کے متعلق حضرت مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''حضرت صاحبزادہ پیر منظور احمد صاحب قاعدہ یسرنا القرآن کے موجد تھے اس قاعدہ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ سینکڑوں روپے ماہوار اس زمانہ میں آپ کی آمد ہوئی تھی لیکن آپ کا دین کیلئے قربانی کا یہ حال تھا کہ صرف -/30 روپے ماہوار اپنے اخراجات کیلئے رکھتے اور باقی سب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اشاعت قرآن کریم اور اشاعت دین کیلئے بھیج دیتے۔ 1940ء کے بعد جب گرانی شروع ہو گئی تو -/40 روپے ماہوار رکھنا شروع کر دیئے اور ایک سال میں دس ہزار روپے خدمت دین کیلئے دیئے۔''

(ماہنامہ انصار اللہ ربوہ اپریل 1969ء)

سامعین کرام! انتہائی نازک اور مشکل حالات میں، دلی جذبات کو قربان کرتے ہوئے، راہ خدا میں قربانی پیش کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اسکے بے شمار نمونے تاریخ احمدیت میں جابجا جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ پشاوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ

'' وزیر آباد کے شیخ خاندان کا ایک نوجوان فوت ہو گیا۔ اس کے والد نے کفن کیلئے 200 روپے رکھے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لنگر خانہ کے اخراجات کیلئے تحریک فرمائی۔ ان کو بھی خط گیا تو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو رقم بھجوانے کے بعد لکھا کہ میرا نوجوان لڑکا طاعون سے فوت ہوا ہے میں نے اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے مبلغ 200 روپے تجویز کئے تھے جو ارسال خدمت کرتا ہوں اور لڑکے کو اس کے لباس میں دفن کرتا ہوں۔'' (رسالہ ظہور احمد موعود، صفحہ 70 تا 71، مطبوعہ 30 / جنوری 1955)

حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ لکھتے ہیں: مجھے وہ نظارہ نہیں بھولتا اور نہیں بھول سکتا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک دن باہر سے مجھے کسی نے آواز دے کر بلوایا اور خادمہ یا کسی بچے نے بتایا کہ دروازہ پر ایک آدمی کھڑا ہے اور وہ آپ کو بلا رہا ہے۔ میں باہر نکلا تو حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحبؓ مرحوم کھڑے ہوئے تھے۔ وہ بڑے تپاک سے آگے بڑھے، مجھ سے مصافحہ کیا اور اس کے بعد انہوں نے اپنی جیب سے دو تین پونڈ نکالے اور مجھے کہا کہ یہ اماں جان کو دے دیں اور یہ کہتے ہوئے ان پر ایسی رقت طاری ہو گئی کہ وہ چیخیں مار کر رونے لگ گئے اور انکے رونے کی طاقت اس قسم کی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بکرے کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ میں کچھ حیران سا ہو گیا کہ یہ کیوں رو رہے ہیں۔ مگر میں خاموش کھڑا رہا اور انتظار کرتا رہا کہ وہ خاموش ہوں تو انکے رونے کی وجہ دریافت کروں...... جب ان کو ذرا صبر آیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ روئے کیوں ہیں۔ وہ کہنے لگے میں غریب آدمی تھا۔ مگر جب بھی مجھے چھٹی ملتی، قادیان آنے کے لئے چل پڑتا تھا سفر کا بہت سا حصہ میں پیدل ہی طے کرتا تھا تا کہ سلسلہ کی خدمت کے لئے کچھ پیسے بچ جائیں مگر پھر بھی روپیہ ڈیڑھ روپیہ خرچ ہو جاتا۔ یہاں آ کر جب میں امراء کو دیکھتا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے بڑا روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ تو میرے دل میں خیال آتا کہ کاش میرے پاس بھی روپیہ ہو۔ اور میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بجائے چاندی کے تحفے لانے کے سونے کا تحفہ پیش کروں۔ آخر میری تنخواہ کچھ زیادہ ہو گئی۔ (اس وقت ان کی تنخواہ شاید بیس پچیس روپیہ تک پہنچ گئی تھی) اور میں نے ہر مہینے کچھ رقم جمع کرنی شروع کر دی اور میں نے اپنے دل میں یہ نیت کی کہ جب یہ رقم اس مقدار تک پہنچ جائے گی۔ جو میں چاہتا ہوں تو میں اسے پونڈ کی صورت میں تبدیل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دوں گا ...... اور پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے تو......

یہاں تک وہ پہنچے تھے کہ ان پر رقت طاری ہو گئی اور وہ رونے لگ گئے۔ آخر روتے روتے انہوں نے اس فقرے کو اس طرح پورا کیا کہ جب پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔

یہ اخلاص کا کیسا شاندار نمونہ ہے کہ ایک شخص چندے بھی دیتا ہے۔ قربانیاں بھی کرتا ہے۔ مہینہ میں ایک دفعہ نہیں۔ دو دفعہ نہیں بلکہ تین تین دفعہ جمعہ پڑھنے کے لئے قادیان پہنچ جاتا ہے۔ سلسلہ کے اخبار اور کتابیں بھی خریدتا ہے۔ ایک معمولی سی تنخواہ ہوتے ہوئے جبکہ آج اس سے بہت زیادہ تنخواہیں وصول کرنے والے اس قربانی کا دسواں بلکہ بیسواں حصہ بھی قربانی نہیں کرتے۔ اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ امیر لوگ جب حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں سونا پیش کرتے ہیں تو میں ان سے پیچھے کیوں رہوں۔ چنانچہ وہ ایک نہایت ہی قلیل تنخواہ میں سے ماہوار کچھ رقم جمع کرتا اور ایک عرصہ دراز تک جمع کرتا رہتا ہے۔ نہ معلوم اس دوران میں اس نے اپنے گھر میں کیا کیا تنگیاں برداشت کی ہوں گی۔ کیا کیا تکلیفیں تھیں جو اس نے خوشی سے جھیلی ہوں گی۔ محض اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں اشرفیاں پیش کر سکے۔ مگر جب اس کی خواہش کے پورا ہونے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کو اس رنگ میں خوشی حاصل کرنے سے محروم کر دیتی ہے جس رنگ میں وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا۔

(اصحاب احمد، جلد چہارم، صفحہ 74 تا 76)

پس یہ وہ مخلصین اور فدائین تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملے تھے جو اپنی قربانیوں اور عمل سے آخرین کی جماعت ہونا

ثابت کر گئے ۔ اب تو خدا کے فضل سے جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد خلافت علی منہاج النبوت کا سلسلہ شروع ہوا ہے ایسی قربانیاں کرنے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے اور ہر نئے دن نئی شان کے ساتھ مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات رونما ہو رہے ہیں جو ہمارے ایمان وایقان کی مضبوطی اور ازدیاد کے موجب ہیں ۔ چنانچہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 6 نومبر 2015 میں فرماتے ہیں کہ:

”قادیان سے نائب وکیل المال تحریر کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کوڈیا تھور میں خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کی اہمیت بیان کی گئی اور حضرت مصلح موعود کی آواز پر والہانہ لبیک کرنے والے مخلصین کی بعض قربانیوں کا ذکر کیا گیا۔ اس پر وہاں کی جماعت کی صدر لجنہ اماء اللہ جمعہ کے بعد گھر گئیں اور جا کر اپنے سونے کا ایک وزنی کنگن اتار کر تحریک جدید میں پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی خواتین میں بھی دینی ضرورت کی خاطر اپنا زیور پیش کرنے کی بے شمار مثالیں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔ دنیا کے مختلف حصوں میں رہنے والی احمدی خواتین کی یہ روح، یہ قدر مشترک ہے کہ دین کی خاطر اپنا پسندیدہ زیور قربان کرنا ہے اور یہ آج صرف احمدی خواتین کا ہی خاصہ ہے۔“

معزز سامعین! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے احمدی احباب اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر مالی قربانی کرتے ہیں ۔ وہ نہ تو کسی فرد پر یا جماعت پر احسان کا رنگ رکھتے ہوئے قربانی کرتے ہیں، نہ ہی کسی کو تکلیف پہنچانے کی نیت سے یہ قربانی کرتے ہیں ۔ نیت ہوتی ہے تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام دنیا میں پہنچانے کیلئے ہم بھی حصہ لیں۔ دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے ہم بھی کچھ پیش کریں اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔ ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو بڑی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہیں اپنے باقاعدہ چندوں کے علاوہ بھی کروڑوں روپے کی مالی قربانی کر دیتے ہیں اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی کو پتا بھی نہ لگے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23 ستمبر 2005ء بمقام ناروے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور کے بعض صحابہ کی بے مثال مالی قربانیوں کی مثالیں دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خسر تھے اور حضرت ام ناصر کے والد تھے ان کے بارے میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ قربانی میں اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ اگر یہ کچھ نہ بھی دیں تب بھی ان کے قربانی کے وہ معیار جو پچھلے ہو چکے ہیں بہت اعلیٰ ہیں وہ ہی کافی ہیں۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی مقصد کیلئے تحریک فرمائی تو انہوں نے (ڈاکٹر صاحب نے) اپنی تنخواہ جو اس وقت ان کو ملی تھی فوری طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پوری کی پوری بھجوا دی۔ ان کے قریب جو کوئی موجود تھے انہوں نے کہا کہ کچھ اپنے خرچ کرنے کیلئے بھی رکھ لیں آپ کو بھی ضرورت ہوگی انہوں نے کہا کہ آج خدا کے مسیح نے دین کی ضرورت کیلئے رقم کا مطالبہ کیا ہے میری ضرورتیں دینی ضرورتوں سے بڑھ کر نہیں ہیں اس لئے یہ ساری کی ساری رقم جو میرے پاس موجود ہے فوری طور پر بھجوا رہا ہوں۔“

غرض ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت میں جو پاک تبدیلی پیدا کی اس کی نظیر نہیں ملتی اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور ہر زمانے میں قربانی کرنے والے پیدا ہوتے رہے ان میں امیر بھی ہیں اور غریب بھی ہیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ

”خلافت ثانیہ میں ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مالی تحریک فرمائی تو ہر طبقہ نے لبیک کہا۔ ایک بڑھیا جس کا گزارہ بھی مشکل سے ہوتا تھا شاید امداد سے ہوتا تھا یا چند ایک مرغیاں رکھی ہوئی تھیں ان کے انڈے بیچتی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی اور عرض کی کہ میری جو یہ ایک دو مرغیاں ہیں ان کے انڈے بیچ کر یہ تھوڑے سے پیسے حضور کی خدمت میں اس تحریک کیلئے لائی ہوں۔ دیکھیں اس عورت کا جذبہ جو اس نے خلیفہ وقت کی طرف سے کی گئی تحریک میں پیچھے رہنا گوارہ نہیں کیا، یقیناً اس کے اس جذبے کی وجہ سے اس کے جو چند پیسے یا جو چند انڈے تھے خدا تعالیٰ کے نزدیک کروڑوں روپیوں سے زیادہ اہمیت رکھتے تھے اور یہ واقعات ہر زمانہ میں ہوتے ہیں اور آج بھی ایسی عورتیں ہیں جو قربانیوں کی اعلیٰ مثال قائم کرتی ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 23 ستمبر 2005ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:

”قربانی کے یہ معیار آج اللہ تعالیٰ نے صرف جماعت احمدیہ میں ہی قائم فرمائے ہوئے ہیں اور صرف یہی نہیں کہ کسی پاکستانی یا ہندوستانی کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ باپ دادا صحابی تھے اس لئے ہماری نسلوں میں بھی قربانی کے وہ معیار چل رہے ہیں بلکہ دنیا کے ہر ملک میں ہر قوم میں قربانی کی مثالیں قائم ہو رہی ہیں۔ افریقہ میں وہاں کے غریب لوگ بھی آج اپنی مرغیاں یا مرغیوں کے انڈے یا ایک آدھ بکری جوان کے پاس ہوتی ہے وہ لے کر آتے ہیں کہ پیسے تو نقد ہمارے پاس ہیں نہیں یہ ہمارے چندے میں کاٹ لیں۔ پھر افریقنوں میں ایسے خوشحال مرد اور عورتیں بھی ہیں جنہوں نے بڑی بڑی مالی قربانیاں دی ہیں اور دے رہے ہیں۔ مسجدوں کیلئے پلاٹ خریدے مسجدیں بنائیں اور کافی بڑی بڑی خوبصورت مسجدیں بنا کر جماعت کو پیش کی ہیں۔ تو یہ انقلاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد ان لوگوں میں آیا ہے۔“ (ایضاً)

الغرض مالی قربانی کی برکات اور ایمان افروز واقعات کی تفاصیل اتنی طویل ہیں کہ انہیں لفظوں میں بیان کرنے کیلئے گھنٹوں درکار ہیں اور ضبط تحریر میں لانا بھی ممکن نہیں ہے اور یہ مالی قربانی کی برکات اور ایمان افروز واقعات کا سلسلہ لامتناہی سلسلہ ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

معزز سامعین! مخالفین اور معاندین احمدیت نے جماعت احمدیہ کو ہر دور خلافت میں ناکام و نامراد کرنے کیلئے ہر ممکن کوششیں کیں ان کی جائدادیں تباہ کی گئیں اموال لوٹ لئے گئے بے گناہوں کو شہید کیا گیا لیکن ہر ایسے ابتلاء کے موقع پر خلیفہ وقت کی اطاعت میں ثابت قدم رہتے ہوئے صبر اور دعاؤں سے کام لیا اپنی قربانیوں کے معیار کو نیچے گرنے نہیں دیا بلکہ ہر ابتلاء کے بعد اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھاتے رہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں پہلے سے بڑھ کر دین کے ساتھ ساتھ دنیاوی نعمتوں سے مالا مال کیا اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے ۔ آج انہیں مالی قربانیوں کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ 210 ممالک میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا جھنڈا گاڑ چکی ہے۔ اور ہنوز یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ آخر پر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ایک ایمان افروز اور روح پرور اقتباس سے اپنی معروضات کو ختم کرتا ہوں ۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا...... یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دیکر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کیلئے بلاتا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دیگا...... میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرہ محتاج نہیں ۔ ہاں تم پر اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، صفحہ 497 تا 498)

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

......☆......☆......☆......

23 مارچ کی اہمیت، بیعت اولیٰ، قیام جماعت اور شرائط بیعت

(سفیر احمد شمیم، نائب ناظم ارشاد وقف جدید قادیان)

مسخ دین کی جب ہوگئی تعلیم دنیا میں
ہوئی نوعِ بشر تقسیم در تقسیم دنیا میں
ہراِک مذہب تھا خواہاں اُسکی ہو تکریم دنیا میں
رِشی اسکا ہی پھر آئے کر کے تجسیم دنیا میں
مگر اسلام کی قسمت میں یہ زندہ نشاں آیا
سبھی نبیوں کے جُبّے میں خدا کا پہلواں آیا

23 مارچ کا دن اپنی عظمت اور اہمیت کی وجہ سے تاریخ احمدیت میں ایک ممتاز مقام رکھتا ہے اور اس کی اہمیت کو بیان کئے بغیر تاریخ نامکمل ہے۔

آج سے 129 سال قبل قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ کا وعدہ پورا کیا۔

قرآن کی کئی آیات اور سورتیں اس زمانہ کا نقشہ کھینچ رہی تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہی آیات کی روشنی میں مسلمانوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا کہ:

لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى عُلَمَاءُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ

(مشکوٰۃ، کتاب العلم فصل الثالث، صفحہ 38)

یعنی اسلام صرف نام کا رہ جائے گا اور قرآن مجید کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ ان کی مساجد بظاہر آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اُن کے علما آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔

حالات سب کے سامنے ہیں اور زمانہ بھی سب کے سامنے ہے کسی کی گواہی پیش کرنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ ہم سب کے سامنے نتیجہ موجود ہے۔

اگر اس دن کی اہمیت پر نظر ڈالی جائے تو سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تاکید کی طرف توجہ جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا:

فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن)

یعنی کہ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا اور تم اسکو پالوگے تو تم پر یہ فرض ہوگا کہ تم اس کی بیعت کرو اگرچہ کہ اس کیلئے تمہیں برف کے پہاڑوں پر سے گھٹنوں کے بل ہی کیوں نہ گھسٹ گھسٹ کر جانا پڑے۔

ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ایک عام انسان کیوں گھٹنوں کے بل گھسٹ گھسٹ کر چلے گا یا اگر ایک انسان کے پاس اس بات کی طاقت ہے کہ وہ آرام سے چلے تو وہ کیوں اس طرح چلے گا۔

اس حدیث سے امام مہدی کی بیعت کی اہمیت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ چاہے جیسے بھی حالات ہوں، چاہے جتنا بھی فاصلہ ہو اور چاہے کوئی بھی معذوری ہو اسکی بیعت سے الگ رہنے کی ہرگز کسی مسلمان کو اجازت نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے مقام پر حضورؐ نے فرمایا کہ مَنْ مَاتَ بِغَيْرِ إِمَامٍ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً یعنی کہ اگر کوئی امام مہدی کو پائے اور اس کی موت اس حالت میں ہو کہ اس نے امام کی بیعت نہیں کی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

ہم میں سے کوئی بچہ بھی اس بات کو پسند نہیں کرے گا کہ اسکی اس حالت میں موت ہو کہ اسکے مرنے کے بعد سب اسکو برے ناموں سے یاد کریں۔

ایک اور اہمیت اس دن کی یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام مہدی کے متعلق فرمایا کہ:

يُوشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ أَنْ يَلْقَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِمَامًا مَهْدِيًّا وَحَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ

یعنی قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ ہو وہ عیسیٰ بن مریم کو اس حال میں پائے کہ وہ امام مہدی ہونگے اور حکم عدل ہونگے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

اور پھر فرمایا کہ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ یعنی مسیح موعود دجال کا پیچھا کرے گا، یہاں تک کہ وہ اُسے باب لد میں پالے گا اور اُسے قتل کر دے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان میں پیدا ہوئے۔ یہیں سے آپ نے دفاع اسلام کا کام شروع کیا۔ انگریزوں نے ہندوستان میں اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے لدھیانہ کو چنا۔ 1834 کو پادری جے۔سی۔لوری اس کام کیلئے لدھیانہ پہنچا ابھی اس کو ایک سال کا عرصہ بھی نہیں ہوا تھا کہ اس مشن کے قلع قمع کیلئے مسیح موعود علیہ السلام کی قادیان پیدائش ہوئی اور پھر آخرکار 23 / مارچ 1889 کو اس پیشگوئی کو عملی جامہ پہنایا گیا اور بیعت کی کارروائی عمل میں آئی۔ قابل غور ہے کہ لدھیانہ شہر کے نام کے پہلے دو حروف یعنی ''لد'' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ''باب لد'' کی صداقت کی بین دلیل ہیں۔

ایک اور اہمیت اس دن اور مقام کی یہ ہے کہ اس روز بیعت کے وقت حضور نے بعض ایسی علامات کا اظہار فرمایا جن سے یہ اشارہ ملتا تھا کہ حضرت حافظ حَاجِيُ الْحَرَمَيْن حکیم مولوی نور الدین صاحب ہی آپ کے پہلے خلیفہ و جانشین ہوں گے۔ چنانچہ مبائعین اولیٰ سے حضور نے ہاتھ پکڑ کر بیعت لی لیکن جب آپؑ خلیفہ اوّلؓ کی بیعت لینے لگے تو حضور نے آپؓ کی قلائی پکڑ لی اور اس بات کا اظہار کیا کہ آپؓ کے بعد اس سلسلہ اور جماعت کی تمام ذمہ داری حضرت خلیفۃ المسیح اول کی ہی ہے۔

جس زمانہ میں حضور علیہ السلام نے بیعت لی، عیسائیت اور دیگر مذاہب کی طرف سے اسلام جیسے پر امن اور مکمل مذہب پر اعتراضات کی برسات ہو رہی تھی گویا کہ سب مل کر اسلام کا گلا گھونٹنے پر تُلے ہوئے تھے لیکن کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ ان کا جواب دے سکے بلکہ حالت اس حد تک ہوگئی تھی کہ مسلمان اسلام جیسے زندہ مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذاہب کو تسلیم کر رہے تھے۔ اس پُر آشوب زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے تمام ادیان کے علماء کو چیلنج دیا کہ وہ آئیں اور اسلام پر اپنے مذہب کی فوقیت ثابت کر کے دکھائیں مگر کوئی آپ کے مقابلہ پر نہیں آیا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

احیاء اسلام کیلئے آپکی ان مساعی جلیلہ کو دیکھ کر آپ علیہ السلام کے معتقدین وقتاً فوقتاً اس بات کا اظہار کرتے تھے کہ آپ ہماری بیعت لیں چنانچہ صوفی احمد جان صاحب اپنے ایک شعر میں آپ سے عرض کرتے ہیں کہ:

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

لیکن حضور علیہ السلام ہمیشہ یہی جواب دیتے کہ لَسْتُ بِمَأْمُوْرٍ یعنی مجھے ابھی خدا کی طرف سے حکم نہیں ملا ہے۔ ایک مرتبہ جب آپ کے ایک صحابی نے آپ علیہ السلام سے اس سلسلہ میں عرض کی تو آپؑ نے فرمایا کہ:

''اس عاجز کی فطرت پر توحید اور تفویض الی اللہ غالب ہے اور...... چونکہ بیعت کے بارہ میں اب تک خداوند کریم کی طرف سے کچھ علم نہیں، اس لئے تکلف کی راہ میں قدم رکھنا جائز نہیں۔'' (شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 5)

بعدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یکم دسمبر 1888ء میں ایک اشتہار کے ذریعہ بیعت کا اعلانِ عام فرمایا اور 12 / جنوری 1889 میں آپ نے ''تکمیل تبلیغ'' کے نام سے اشتہار تحریر فرمایا جس میں بیعت کیلئے دس شرائط تحریر فرمائیں جو اس مضمون کے آخر میں درج کی جائیں گی۔

بیعت سے قبل ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جبکہ آپ لدھیانہ تشریف لا چکے تھے ایک اشتہار میں بیعت کے مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

''یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت

کے جمع کرنے کیلئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کیلئے برکت وعظمت ونتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بَبَرکت کلمۂ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک ومقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ وناتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے......خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کیلئے اور اپنی قدرت دکھانے کیلئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے......وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا......وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 561)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب بیعت لینے کی غرض سے لدھیانہ میں تھے تو شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے بیٹے کی شادی کی دعوت پر ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ انہیں دنوں وہاں مولوی محمود شاہ صاحب چھچھ ہزاروی کا وعظ ہونے والا تھا۔ حضور نے ان کے لیکچر کے دوران اشتہارِ بیعت پڑھ کر سنانے کیلئے دیا۔ اس نے جان بوجھ کر یہ اشتہار اپنے وعظ کے دوران نہ سنایا بلکہ وعظ ختم ہونے کے بعد جب لوگ منتشر ہو گئے، سنایا تا کہ لوگ بیعت میں شامل نہ ہوسکیں۔ اس نے اپنی طرف سے مبائعین کو روکنے کی تدبیر کی اور دوسری طرف اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا۔ اول تو اپنے پیارے کو دھوکہ دینے کی سزا میں اللہ نے اس کو اس طرح ذلیل کیا کہ کچھ ہی دنوں بعد وہ مولوی کسی چوری کے الزام میں ذلیل ہوا۔ دوسرے یہ کہ اس نے قریب سے لوگوں کو آنے سے روکا لیکن ہندوستان کے طول وعرض سے لوگ آپ کی بیعت میں شامل ہونے کیلئے آگئے۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

اب خاکسار بیعت اولیٰ کی مختصر روئیداد پیش کرتا ہے۔

حضور علیہ السلام صوفی احمد جان صاحب کے گھر میں ایک کچی کوٹھری میں بیٹھ گئے۔ دروازے پر حافظ حامد علی صاحبؓ کو مقرر کیا گیا تاکہ حضورؑ بیعت کرنے والوں کے نام لیتے جائیں اور وہ انہیں بلاتے جائیں۔ سب سے پہلے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی بیعت لی پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیگر احباب کی بیعت لی۔ مردوں کے بعد حضورؑ نے عورتوں سے بیعت لی اور سب سے پہلے عورتوں میں خلیفہ اوّلؓ کی زوجہ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ کی بیعت لی۔ اس بیعت کے ریکارڈ کیلئے جو رجسٹر تیار کیا گیا اس کی پیشانی پر **’’بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت‘‘** لکھا گیا۔

اس بیعت کے بعد جو سلسلہ شروع ہوا، جو فدائین اسلام اسمیں داخل ہوئے انہوں نے حضورؑ کی قوت قدسیہ سے اسلام کو پھر سے ایک زندہ مذہب ثابت کرکے دکھا دیا۔ حضورؑ اور حضورؑ کے صحابہ کے ان کارہائے نمایاں کا اقرار دیگر مذاہب کے لیڈروں نے کیا۔

1899 میں لندن میں عالمی کانفرنس میں لارڈ بشپ چارلس جان نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ

’’اسلام میں ایک حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے جو صاحب تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ اس نئے اسلام کی وجہ سے محمد کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔ یہ نئے تغیرات بآسانی شناخت کئے جا سکتے ہیں۔ پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا بھی حامل ہے۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سلسلہ میں شامل ہونے والوں کیلئے 10 شرائط بیعت مقرر کی تھیں۔ وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو، شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہو گا اور ہر ایک ذِلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللہ اور قَالَ الرَّسُوْل کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض لِلّٰہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔ (اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تمام شرائط میں صرف اور صرف تقویٰ کی راہوں کو مد نظر رکھتے ہوئے رضائے الٰہی کیلئے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی تاکید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب اس دن کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنی گزشتہ کوتاہیوں کو ترک کریں اور نیکیوں پر کاربند ہوجائیں آمین۔

......☆......☆......☆......

کلامُ الامام

’’تم اس بات کو کبھی مت بھولو کہ
خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے بغیر جی ہی نہیں سکتے۔‘‘
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 616)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’اگر ہم نے دین پر قائم رہنا ہے
تو پھر ہمیں دینی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا۔‘‘
(خطبہ جمعہ 13/جنوری 2017)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’حقیقت میں تو ہم احمدی ہونے کا حق
اس وقت ادا کرسکیں گے جب ہم اپنی نمازوں کی حفاظت
کرتے ہوئے ان سے روحانی حظّ اٹھانے والے ہونگے۔‘‘
(خطبہ جمعہ 20/جنوری 2017)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا وطنِ ثانی - سیالکوٹ

(مجیب الرحمٰن، مربی سلسلہ، سیالکوٹ، پاکستان)

سیالکوٹ کا مختصر تعارف

سیالکوٹ پاکستان کے صوبہ پنجاب میں واقع ایک مشہور تاریخی اور صنعتی شہر ہے۔ ہندوؤں کی مقدس کتاب مہابھارت کے مؤلف ویدویاس جی کے مطابق اس شہر کی تاریخ پانچ ہزار سال پرانی ہے۔ سیالکوٹ کی تاریخی عظمت کے بارہ میں کئی شلوک مہابھارت میں موجود ہیں۔ اسی طرح تمام دنیا میں اس شہر کو کھیلوں کا سامان اور آلات جراحی تیار کرنے کی وجہ سے نمایاں مقام حاصل ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور سیالکوٹ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ سے کامل محبت کا تعلق رکھنے والوں کے متعلق فرماتے ہیں:

’’ان کے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزوجل ایک برکت رکھ دیتا ہے۔ وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے۔ خدا کے فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کے شہر یا گاؤں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دی جاتی ہے۔ اسی طرح اس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر ان کا قدم پڑتا ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 19)

سیالکوٹ بھی ان خوش قسمت اور بابرکت جگہوں میں سے ایک ہے جہاں امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت قدم پڑے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مجھے اس زمین سے ایسی ہی محبت ہے جیسا کہ قادیان سے کیونکہ میں اپنے اوائل زمانہ کی عمر میں سے ایک حصہ اس میں گزار چکا ہوں اور شہر کی گلیوں میں بہت سا پھر چکا ہوں۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 243)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سب سے پہلے 1864ء میں ملازمت کی غرض سے سیالکوٹ تشریف لائے۔ آپؑ 1868ء تک یہاں قیام پذیر رہے۔ بعد ازاں 1877ء میں بھی تشریف لائے، جبکہ دعویٰ کے بعد آپؑ 1892ء اور 1904ء میں یہاں تشریف لائے۔

ملازمت کی وجہ اور حکمت الٰہی

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’حضرت مرزا صاحب کی ایک تحریر ملی ہے جو آپ نے والد صاحب کے نام لکھی تھی۔ آپ کے والد صاحب آپ کو دنیوی معاملات میں ہوشیار کرنے کیلئے مقدمات وغیرہ میں مصروف رکھنا چاہتے تھے اور آپ کی جو تحریر ملی ہے اس میں آپ نے اپنے والد صاحب کو لکھا ہے کہ دنیا اور اسکی دولت سب فانی چیزیں ہیں۔ مجھے ان کاموں سے معذور رکھا جائے مگر انھوں نے جب آپ کا پیچھا نہ چھوڑا تو آپ سیالکوٹ چلے گئے کہ دن کو تھوڑا سا کام کر کے رات کو آپ بےفکری کے ساتھ ذکر الٰہی کر سکیں۔

دوسری حکمت اس میں یہ ہے کہ قادیان سارا ہماری ملکیت ہے اور اب بھی جن لوگوں نے وہاں زمینیں لی ہیں وہ سب احمدی ہیں۔ اس لحاظ سے بھی گویا وہاں کے لوگ ہماری رعایا ہیں اسی لئے وہاں کے لوگوں کی حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق شہادت پر کوئی کہہ سکتا تھا کہ ’’خواجہ کا گواہ مینڈک‘‘ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیالکوٹ لا ڈالا، جہاں آپؑ کو غیروں میں رہنا پڑا اور اس طرح خدا تعالیٰ کا منشاء یہ تھا کہ ناواقف لوگوں میں سے وہ لوگ جن پر آپؑ یا آپؑ کے خاندان کا کوئی اثر نہ ہو آپؑ کی پاکیزہ زندگی کیلئے شاہد کھڑے ہو جائیں۔ پھر سیالکوٹ پنجاب میں عیسائیوں کا مرکز ہے وہاں آپؑ کو ان سے مقابلہ کا بھی موقع مل گیا۔ آپؑ عیسائیوں سے مباحثات کرتے رہتے تھے اور مسلمانوں نے آپؑ کی زندگی کو دیکھا۔ قادیان کے لوگوں کو آپؑ کے مزارع کہا جا سکتا تھا مگر سیالکوٹ کے لوگوں کی یہ حیثیت نہ تھی۔ وہاں کے تمام بڑے بڑے مسلمان آپؑ کی علوشان کے معترف ہیں۔‘‘

(انوار العلوم جلد 13، صفحہ 408)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیام سیالکوٹ کے چند واقعات قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

حفاظت الٰہی

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ایک دفعہ رات کو میں ایک مکان کی دوسری منزل میں سویا ہوا تھا اور اسی کمرہ میں میرے ساتھ پندرہ سولہ اور آدمی بھی تھے۔ رات کے وقت شہتیر میں ٹک ٹک کی آواز آئی۔ میں نے آدمیوں کو جگایا کہ شہتیر خوفناک معلوم ہوتا ہے یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ انھوں نے کہا کوئی چوہا ہوگا کچھ خوف کی بات نہیں اور یہ کہہ کر پھر سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر ویسی ہی آواز سنی۔ تب میں نے ان کو دوبارہ جگایا مگر پھر بھی انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ پھر تیسری بار شہتیر سے آواز آئی تب میں نے ان کو سختی سے اٹھایا اور سب کو مکان سے باہر نکالا اور جب سب نکل گئے تو خود بھی وہاں سے نکلا۔ ابھی میں دوسرے زینہ پر تھا کہ وہ چھت نیچے گری اور دوسری چھت کو بھی ساتھ لے کر نیچے جا پڑی اور چارپائیاں ریزہ ریزہ ہوگئیں اور ہم سب بچ گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کی معجزنما حفاظت ہے جب تک کہ ہم وہاں سے نکل نہ آئے شہتیر گرنے سے محفوظ رہا۔

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 226)

ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ میں سیالکوٹ میں تھا تو ایک دن بارش ہو رہی تھی۔ جس کمرہ کے اندر میں بیٹھا ہوا تھا اس میں بجلی آئی سارا کمرہ دھوئیں کی طرح بھر گیا اور گندھک کی سی بو آتی تھی۔ لیکن ہمیں کچھ ضرر نہ پہنچا۔ اسی وقت وہ بجلی ایک مندر میں گری جو کہ تیجا سنگھ کا مندر تھا اور اس میں ہندوؤں کی رسم کے مطابق طواف کے واسطے پیچ در پیچ اردگرد دیوار بنی ہوئی تھی اور وہ اندر بیٹھا ہوا تھا۔ بجلی ان تمام چکروں میں سے ہو کر اندر جا کر اس پر گری اور وہ جل کر کوئلہ کی طرح سیاہ ہو گیا۔ دیکھو وہی بجلی کی آگ تھی جس نے اس کو جلا دیا مگر ہم کو کچھ ضرر نہیں دے سکی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی۔

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 225 تا 226)

عشقِ قرآنِ کریم

آپ علیہ السلام جب کچہری سے فارغ ہو کر گھر تشریف لاتے تو دروازہ بند کر لیتے۔ آپ علیہ السلام کے اس طریق سے بعض متجسس طبیعتوں کو خیال پیدا ہوا کہ یہ ٹوہ لگانی چاہئے کہ آپ علیہ السلام کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن انھوں نے دیکھا کہ:

’’آپ مصلّی پر رونق افروز ہیں۔ قرآن مجید ہاتھ میں ہے اور نہایت عاجزی اور الحاح وزاری کے ساتھ دعا کر رہے ہیں کہ ’’یاالٰہی تیرا کلام ہے مجھے تو تو ہی سمجھائے گا تو میں سمجھ سکتا ہوں۔‘‘

(تاریخ احمدیت، جلد 1، صفحہ 85)

قبولیت دعا

میاں بوٹا کشمیری (جنکے گھر میں بھی حضور علیہ السلام عرصہ تک قیام فرما رہے) کہتے ہیں کہ:

ایک دفعہ میرے والد صاحب بیمار ہو گئے۔ تمام ڈاکٹر اور حکیم جواب دے چکے کہ اب یہ نہیں بچے گا اور علاج کرنا فضول ہے لیکن ہم نے مرزا صاحب کو بلایا۔ آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور کچھ علاج بھی بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے میرے والد صاحب کو شفا دی اور بہت سی ان کی دعائیں ہمارے حق میں قبول ہوئیں۔ (الفضل 8 اکتوبر 1925ء)

خدمتِ خلق

قیام سیالکوٹ کے دوران آپؑ نے مخلوق خدا کی خدمت کی طرف بھی بھرپور توجہ مبذول رکھی۔ آپؑ اس قدر خدمت خلق کرتے تھے کہ جو تنخواہ لاتے اس میں معمولی، سادہ کھانے کا خرچ رکھ کر باقی رقم سے محلہ کی بیواؤں کو کپڑے بنوا دیتے یا نقدی کی صورت میں تقسیم فرما دیتے۔

(سیرت المہدی، حصہ سوم، صفحہ 94)

دوڑ کا مقابلہ

آپ علیہ السلام کی مذہبی برتری اور مسابقت تو سب پر آشکار تھی۔ مگر آپؑ جسمانی طور پر بھی اس قدر مضبوط تھے کہ دوڑ میں بھی سب پر سبقت لے جاتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ کچہری برخاست ہونے کے بعد جب اہلکار گھروں کو واپس جانے لگے تو اتفاقاً تیز دوڑنے اور مسابقت کا ذکر شروع ہو گیا۔ ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں بہت تیز دوڑ سکتا ہوں۔ آخر

ایک شخص بلاسنگھ نام نے کہا کہ میں سب سے دوڑنے میں سبقت لے جاتا ہوں۔ مرزا صاحبؑ نے فرمایا کہ میرے ساتھ دوڑ تو ثابت ہو جائے گا کہ کون بہت دوڑتا ہے۔ آخر شیخ الہٰ داد صاحب منصف مقرر ہوئے اور یہ امر قرار پایا کہ یہاں سے شروع ہو کر اس پل تک جو کچہری کی سڑک اور شہر میں حد فاصل ہے ننگے پاؤں دوڑو۔ جوتیاں ایک آدمی نے اٹھا لیں اور پہلے ایک شخص اس پل پر بھیجا گیا تا کہ وہ شہادت دے کہ کون سبقت لے گیا اور پہلے پل پر پہنچا۔ مرزا صاحب اور بلاسنگھ ایک ہی وقت میں دوڑے اور باقی معمولی رفتار سے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب پل پر پہنچے تو ثابت ہوا کہ حضرت مرزا صاحبؑ سبقت لے گئے اور بلا سنگھ پیچھے رہ گیا۔

(سیرت المہدی، حصہ اول، طبع ثانی، صفحہ 272)

عیسائیت کے پھیلاؤ کیلئے انگریزوں کی کوششیں

انیسویں صدی تاریخ میں عیسائی مذہب کے پھیلاؤ کے لحاظ سے بہت اہمیت کی حامل صدی تھی جس میں عیسائیت انگریز حکومت کی سرپرستی میں تیزی سے پھیل رہی تھی اور عیسائی پادری پورے ہندوستان کو عیسائیت کی آغوش میں لانے کے دعوے کر رہے تھے اور اپنے مقصد کو کامیاب بنانے کیلئے بیشار لٹریچر کی تیاری کر رہے تھے۔ پہلے پہل سارے ہندوستان کو عیسائیت کے جھنڈے تلے لانے کی پالیسی خفیہ طور پر اختیار کی گئی۔ مگر 1862ء میں انگلستان کے وزیر اعظم لارڈ پامرسٹن نے واضح کہا کہ ''میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب اپنے مقصد میں متحد ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہی نہیں بلکہ خود ہمارا مفاد بھی اس امر سے وابستہ ہے کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کو جہاں تک بھی ہو سکے فروغ دیں اور ہندوستان کے کونے کونے میں اس کو پھیلا دیں۔''

(تاریخ احمدیت، جلد 1 صفحہ 89)

سیالکوٹ عیسائیت کا مرکز

پنجاب کو صلیب کے جھنڈے تلے لانے کیلئے عیسائیوں کا مرکزی مشن ابتداء میں لدھیانہ میں قائم کیا گیا۔ بعد ازاں ان کا دائرہ کار دوسرے علاقوں تک بھی پھیل گیا لیکن سیالکوٹ کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ وہ مقام ہے جس نے ڈٹ کر انگریزوں کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا تھا۔ لہٰذا انگریزوں نے مناسب سمجھا کہ اسی مقام کو مرکز (Base Camp) بنایا جائے۔ چنانچہ اس کو فوجی افسروں کے مشوروں کے مطابق 1856ء میں قائم کیا گیا۔ دس سال کے اندر ہی اس مشن نے اپنی جڑیں مضبوط کر لیں۔ اور اس مشن کے تحت عیسائیت کی بکثرت اشاعت کی جانے لگی۔

کسرِ صلیب

رسول کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ امت مسلمہ میں جو مسیح اور مہدی آئے گا اس کا ایک بڑا کام کسر صلیب ہوگا۔ کسر صلیب سے یہ مراد نہیں کہ صلیبوں کو ظاہری طور پر توڑا جائے گا بلکہ یہ مراد ہے کہ عیسائیت کے باطل خیالات کا بطلان اور قلع قمع کیا جائے گا۔ چنانچہ اس امر کے اظہار کیلئے پہلا میدان آپؑ کیلئے سیالکوٹ ثابت ہوا، جس میں آپؑ نے نمایاں کامیابی حاصل کی جو آپؑ کی صداقت کا بھی بین ثبوت ہے۔ اس وقت جب دیگر علماء پادریوں کا مقابلہ کرنے سے ڈرتے تھے، آپؑ نے انکا اسلام کے دفاع میں زبردست مقابلہ کیا۔

ایک مرتبہ سیالکوٹ کے علاقہ حاجی پورہ کے الائشہ نامی پادری سے آپؑ کا مباحثہ ہوا۔ پادری صاحب نے مباحثہ کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ عیسائیت قبول کئے بغیر نجات ممکن نہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے صرف اس قدر فرمایا کہ نجات کی مفصل تعریف بیان کر دیں۔ آپؑ کا اس قدر فرمانا تھا کہ وہ پادری دم بخود رہ گیا اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا کہ میں اس طرح کی منطق نہیں پڑھا۔

اسی طرح حضرت اقدس علیہ السلام کا سیالکوٹ میں جن پادریوں سے تبادلہ خیال جاری رہتا تھا ان میں سے ایک پادری بٹلر تھے جو کہ سکاچ مشن کے بڑے نامی گرامی اور مشہور پادری تھے۔

پادری بٹلر آپؑ کے دلائل سے اس قدر متاثر ہوئے کہ دفتر کے آخری اوقات میں اکثر آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور پھر باتیں کرتے کرتے آپؑ کی رہائش گاہ تک پہنچ جاتے اور بڑی توجہ سے آپؑ کی باتیں سنتے۔ بعض تنگ نظر پادریوں نے انہیں اس سے روکا اور کہا کہ اس میں آپ کی اور مشن کی خفت ہے اس لئے آپ وہاں نہ جایا کریں انہوں نے کہا کہ یہ ایک عظیم الشان آدمی ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتا تم اس کو نہیں سمجھتے میں خوب سمجھتا ہوں۔

(الحکم 7/اپریل 1934ء)

پادری بٹلر صاحب جب ولایت جانے لگے تو انھوں نے گوارا نہ کیا کہ آپؑ کو ملے بغیر وہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ وہ دفتر کے اوقات میں کچہری آئے اور ڈپٹی کمشنر صاحب کے پوچھنے پر بتایا کہ میں مرزا صاحبؑ کی ملاقات کیلئے آیا ہوں اور پھر جہاں آپؑ بیٹھے تھے وہیں سیدھے چلے گئے اور کچھ دیر بیٹھ کر واپس چلے گئے۔ (تاریخ احمدیت، جلد 1 صفحہ 93)

1877ء میں آمد

اس سال آپ علیہ السلام نے حکیم حسام الدین صاحب کی دعوت پر سیالکوٹ کا سفر اختیار کیا اور اپنے مخلص ہندو دوست لالہ بھیم سین کے ہاں قیام فرمایا۔

(تاریخ احمدیت، جلد 1 صفحہ 148)

1892ء میں آمد

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کی خواہش تھی کہ حضرت اقدس علیہ السلام ایک مرتبہ پھر سیالکوٹ میں رونق افروز ہوں اور انھیں شرف زیارت بخشیں۔ چنانچہ جب آپؑ لاہور تشریف لائے تو مولوی عبدالکریم صاحب نے سیالکوٹ کے احباب کی طرف سے آپؑ کی خدمت میں سیالکوٹ آنے کی دعوت پیش کی۔ آپؑ نے اس دعوت کو قبول فرمایا اور فروری 1892ء کے دوسرے ہفتے میں سیالکوٹ تشریف لائے اور حکیم حسام الدین صاحب کے مکان پر فروکش ہوئے۔ (تاریخ احمدیت، جلد 1، صفحہ 459)

1904ء میں آمد

دعویٰ کے بعد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام 1892ء اور 1904ء میں سیالکوٹ تشریف لائے۔ 1904ء کے سفر میں آپ علیہ السلام 27/اکتوبر کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ آپؑ کی خواہش تھی کہ ایسی گاڑی پر سفر کیا جائے جو رات کو وہاں پہنچے مگر احباب سیالکوٹ کی خواہش تھی کہ دن کے وقت حضورؑ یہاں پہنچیں تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ آپ کا استقبال کر سکیں لیکن حضور نے اس تجویز کو پسند نہ فرمایا۔ اگر کوئی دنیادار آدمی ہوتا تو وہ لازماً دوپہر کو آنا پسند کرتا تا کہ اس کی شان و شوکت زیادہ سے زیادہ لوگوں پر آشکار ہو سکے مگر آپؑ کو ان دنیاوی امور سے ہرگز کوئی غرض نہ تھی۔

استقبال اور مہمان نوازی

مخالفین نے لوگوں کو آپ علیہ السلام کا استقبال کرنے سے روکنے کیلئے بھرپور کوشش کی، مگر شدید مخالفت کے باوجود آپؑ کے استقبال کیلئے کثیر تعداد میں لوگ موجود تھے اور اسٹیشن پر بے پناہ رش تھا۔ حضورؑ کے قیام کے لئے حکیم حسام الدین صاحب کی رہائش گاہ میں انتظام کیا گیا۔ دیگر احباب کیلئے قریبی مکانات خالی کرا لئے گئے اور احباب سیالکوٹ نے ان کی مہمان نوازی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

تقریب بیعت

28/اکتوبر کو جمعہ کے دن مسجد حکیم حسام الدین میں مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے جمعہ پڑھایا۔ جمعہ کے بعد بہت سے احباب نے بیعت کی۔ کثرت ہجوم کی وجہ سے یہ ناممکن تھا کہ سب لوگ حضور علیہ السلام کے دستِ مبارک پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرتے۔ اس لئے 12 پگڑیاں مختلف سمتوں میں ڈال دی گئیں تا کہ احباب بیعت کر سکیں۔ بیعت کے بعد آپؑ نے پرجذب تقریر فرمائی اور اپنے دعویٰ کی صداقت پر روشنی ڈالی۔

واپسی کا ارادہ اور التواء

حضور علیہ السلام اس روز کافی دیر تک ہجوم میں رہے جس کی وجہ سے آپؑ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ 29 اور 30/اکتوبر کو آپؑ باہر تشریف نہ لا سکے۔ اس دوران مہمانوں کی اور بھی کثرت ہو گئی، اس لئے آپؑ کو خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہ کثرت سیالکوٹ کی جماعت کے لئے ابتلاء کا موجب نہ ہو جائے۔ لہٰذا حضورؑ نے 31/اکتوبر کو واپس جانے کا ارادہ کر لیا۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا تو شدید پریشان ہوئے اور آپؑ سے درخواست کی کہ اس ارادہ کو ملتوی کر دیں چنانچہ آپؑ نے اس ارادہ کو ملتوی کر دیا۔

تصنیف لیکچر سیالکوٹ

اس التواء کے ایام کیلئے یہ تجویز ہوا کہ آپؑ اسلام پر لیکچر دیں اور 2 تاریخ کو یہ لیکچر پڑھ کر سنایا جائے۔ چنانچہ شدید بیماری کے باوجود آپؑ نے 31/اکتوبر کی دوپہر کے بعد لیکچر لکھا اور 2/نومبر کو یہ لیکچر چھپ بھی گیا۔

آپؑ کے لیکچر میں شرکت سے روکنے کیلئے متعصب علماء نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اس واقعہ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعودؑ سیالکوٹ میں گئے تو مولویوں نے فتویٰ دیا کہ جو ان کے لیکچر میں

جائے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا لیکن چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ کی کشش ایسی تھی کہ لوگوں نے اس فتویٰ کی بھی کوئی پرواہ نہ کی تو راستوں پر پہرے لگادیئے گئے تا کہ لوگوں کو جانے سے روکیں اور سڑکوں پر پتھر جمع کر لئے گئے کہ جو نہ رکے گا اسے ماریں گے پھر جلسہ گاہ سے لوگوں کو پکڑ کر لے جاتے کہ لیکچر نہ سن سکیں۔''

(انوار العلوم، جلد 7، صفحہ 192)

ان تمام کوششوں کے باوجود ایک جمِ غفیر اس لیکچر کو سننے کیلئے امڈ آیا۔ 2/نومبر صبح 7 بجے لیکچر کا وقت مقرر ہوا۔ اس جلسہ کی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے صدارت کی اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے لیکچر پڑھ کر سنایا۔ اس لیکچر میں آپؑ نے اسلام کی خوبیاں زبردست رنگ میں بیان فرمائیں۔

لیکچر سن کر ایک یورپین انسپکٹر پولیس جو اس وقت ڈیوٹی پر تھا اس نے کہا کہ:

''ہم کو تعجب ہے کہ تم لوگ اس شخص کی مخالفت کیوں کرتے ہو۔ مخالفت تو ہمیں یا ہندوؤں کو کرنی چاہئے جن کے مذہب کی وہ تردید کر رہا ہے۔ اسلام کو تو وہ سچا اور حقیقی مذہب ثابت کر رہا ہے۔ ابطال تو ہمارے مذہب کا کر رہا ہے اور تم یونہی مخالفت کر رہے ہو۔''

(الحکم 30/نومبر 1904ء)

کرشن ہونے کا دعویٰ

سیالکوٹ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ علیہ السلام نے پہلی مرتبہ کرشن ہونے کا دعویٰ اسی جگہ سے فرمایا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے، ایسا ہی میں ہندوؤں کیلئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہوگئی ہے۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تُو ہندوؤں کیلئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اس کو سن کر فی الفور یہ کہیں گے کہ ایک کافر کا نام اپنے پر لے کر کفر کو صریح طور پر قبول کیا ہے۔ لیکن یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات کو پیش کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔''

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 228)

غیروں کی شہادتیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تقویٰ وطہارت اور عظیم روحانی وجود ہونے کے متعلق بعض روایات پیش ہیں۔

حکیم مظہر حسین صاحب شدید مخالف ہونے کے باوجود یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ:

''ثقہ صورت، عالی حوصلہ اور بلند خیالات کا انسان اپنی علو ہمتی کے مقابل کسی کا وجود نہیں سمجھتا۔'' (الحکم 7/اپریل 1934)

مولوی ظفر علی صاحب کے والد منشی سراج الدین صاحب کہتے ہیں کہ:

''مرزا غلام احمد صاحبؑ 1860 یا 1861 کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اس وقت آپؑ کی عمر 22، 23 سال ہوگی ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔'' (اخبار زمیندار مئی 1908، بحوالہ بدر 25/جون 1908ء)

مولانا سید میر حسن صاحب سیالکوٹی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سیالکوٹ کی طرف نظر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''ادنیٰ تامل سے بھی دیکھنے والے پر واضح ہو جاتا تھا کہ حضرتؑ اپنے ہر قول و فعل میں دوسروں سے ممتاز ہیں۔''

(سیرت المہدی، حصہ اول، صفحہ 270)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ سیالکوٹ میں میر حسن صاحب سیالکوٹی سے جب ملے تو انھوں نے کہا:

''افسوس ہم نے ان کی قدر نہ کی۔ ان کے کمالات روحانی کو بیان نہیں کر سکتا۔ ان کی زندگی معمولی انسان کی زندگی نہ تھی بلکہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں اور دنیا میں کبھی کبھی آتے ہیں۔''

(الحکم 7/اپریل 1934ء)

بابرکت مقامات

☆**مسجد حکیم حسام الدین:** اس مسجد میں آپ علیہ السلام دوران ملازمت اور دعویٰ کے بعد بھی نمازیں ادا کرتے رہے۔ ☆**مکان عبدالعزیز صاحب:** اس مکان میں آپؑ دوران ملازمت رہائش پذیر ہوئے۔ ☆ **مکان حکیم حسام الدین صاحب:** اس مکان میں آپ علیہ السلام نے 1892 اور 1904ء میں رہائش اختیار کی۔ ☆ **کچہری:** اس جگہ آپ علیہ السلام ملازمت کرتے تھے۔ ☆ **سرائے مہاراجہ:** اس جگہ لیکچر سیالکوٹ آپؑ کی موجودگی میں پڑھا گیا۔ ☆ **ریلوے اسٹیشن:** 1904ء میں جب آپؑ تشریف لائے تو ٹرین اس اسٹیشن پر آ کر رکی۔ مخالفت کے باوجود استقبال کے لئے اسٹیشن پر بے شمار لوگ موجود تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری جماعت کو ہر روز بے شمار ترقیات عطا فرمائے اور ہم حضرت اقدس مسیح موعود الصلوٰۃ والسلام کی بابرکت تعلیمات سے فائدہ اُٹھانے والے ہوں۔ آمین!

......☆......☆......☆......

قادیان دارالاماں

(امۃ الباری ناصر، پاکستان)

میرے مولا مجھے تُو قادیاں دارالاماں لے جا
جہاں برسے تھے بارش کی طرح تیرے نشاں لے جا
نظر پہلی پڑے مینار پر آنکھوں سے بوسے دوں
جو ممکن ہو تو پورا قادیاں آغوش میں بھر لوں
مزارِ حضرتِ اقدسؑ پہ رو رو کر دعا مانگوں
رضا مانگوں ، لِقا مانگوں ، خدا سے خود خدا مانگوں
پڑھوں کتبے بہشتی مقبرے کی ساری قبروں کے
تصوّر کی نگہ سے دیکھ لوں چہرے بزرگوں کے
ہو بیت الفکر اور بیت الدعا میں آہ اور زاری
کوئی آہستہ سے کہہ دے 'خدا داری چہ غم داری'
بہت مشتاق ہوں مسجد مبارک ، مسجد اقصیٰ کی
لگیں ساری دعائیں قادیاں کو اہلِ ربوہ کی
مسیحائے زماں کی پیاری بستی جا کے دیکھ آؤں
جو بس میں ہو کسی دیوار کے سائے میں رہ جاؤں
نصیب 'اَلدَّار' کی برکت سے فیضِ جاودانی ہو
رہے تیری رضا حاصل مبارک زندگانی ہو

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سادہ زندگی

(ریحان احمد شیخ۔ مربی سلسلہ شعبہ تاریخ احمدیت قادیان)

ہمارے پیارے آقا سیدنا و مولانا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر تھی۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کی زندگی نہایت بے تکلف اور سادہ تھی۔ ایسا ہی ایک پاک وجود ہندوستان کی سرزمین پر ایک چھوٹے سے قصبہ قادیان میں پیدا ہوا جس کا نام مرزا غلام احمد رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے محبوب نبی سیدنا محمد مصطفی ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کے اعزاز سے نوازا۔ آپؑ ایک نہایت ہی نیک، متقی اور بہترین اخلاق والے انسان تھے۔ آپؑ کی ذات میں اس قدر کشش تھی کہ ہر شخص جس کا بھی آپؑ سے واسطہ پڑا محسوس کرتا تھا کہ آپؑ ایک اعلیٰ ترین انسان ہیں۔ ہر وہ شخص چاہے وہ آپ کے اہل و عیال میں سے ہو یا غیروں میں سے، دوست ہو یا دشمن آپؑ کی نیکی کا قائل ہو جایا کرتا تھا۔

خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور مرسلوں میں یہ ایک خوبی ہوتی ہے کہ باوجود یہ کہ ان کا وجود رعب و جلال کا ایک مجسمہ ہوتا ہے اور وہ رعب خداداد ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وحی کے ذریعہ فرمایا "نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ" لیکن آپؑ جب اپنے خدام و احباب میں تشریف فرما ہوتے تھے تو ایک شفقت آمیز بے تکلفی اور سادگی کا نمونہ ہوتے تھے۔ آپؑ کے لئے کوئی خاص مسند اور تکیہ مخصوص نہ ہوتا تھا۔ جہاں جس طرح صحابہ کرامؓ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے آپؑ ان کے ساتھ ویسے ہی بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اب خاکسار ذیل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ میں سے چند ایک واقعات پیش کرتا ہے جو آپؑ کی سادہ اور بے تکلف زندگی پر دلالت کرتے ہیں۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ آپؑ کی مجلس کا رنگ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "مسجد مبارک میں آپؑ کی نشست کی کوئی خاص وضع نہیں ہوتی۔ ایک اجنبی آدمی آپؑ کو کسی خاص امتیاز کی معرفت پہچان نہیں سکتا۔ آپؑ ہمیشہ دائیں صف میں ایک کونے میں مسجد کے، اس طرح مجتمع ہو کر بیٹھتے ہیں جیسے کوئی فکر کے دریا میں خوب سمٹ کر تیرتا ہے۔ میں جو اکثر محراب میں بیٹھا ہوں اور اس لئے داخلی دروازہ کے عین محاذ میں ہوتا ہوں، بسا اوقات ایک اجنبی جو مارے شوق کے سرزدہ اندر داخل ہوا ہے تو سیدھا میری طرف ہی آیا ہے اور پھر خود ہی اپنی غلطی پر متنبہ ہوا ہے یا حاضرین میں سے کسی نے اسے حقدار کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

آپ کی مجلس میں احتشام اور وقار اور آزادی و بے تکلفی دونوں ایک ہی وقت جمع رہتے ہیں۔ ہر ایک خادم ایسا یقین کرتا ہے کہ آپ علیہ السلام کو خصوصاً مجھ سے ہی پیار ہے۔ جو جو کچھ چاہتا ہے بے تکلفی سے عرض کر لیتا ہے۔ گھنٹوں کوئی اپنی داستان شروع رکھے اور وہ کیسی ہی بے سروپا کیوں نہ ہو آپؑ پوری توجہ سے سنے جاتے ہیں۔ بسا اوقات حاضرین اپنی بساط قلب اور وسعت حوصلہ کے موافق سنتے سنتے اکتا گئے ہیں۔ انگڑائیاں اور جمائیاں لینے لگ گئے ہیں مگر حضرت (مسیح موعود علیہ السلام) کی کسی حرکت نے ایک لحظہ کے لئے بھی کوئی ملال کا نشان ظاہر نہیں کیا۔ آپؑ کی مجلس کا یہ رنگ نہیں کہ آپ سرنگوں اور متفکر بیٹھے ہوں اور حاضرین سامنے حلقہ کئے یوں بیٹھے ہوں جیسے دیواروں کی تصویریں ہیں بلکہ وقت کے مناسب آپ علیہ السلام تقریر کرتے ہیں اور کبھی مذاہب باطلہ کی تردید میں بڑے بڑے زور شور سے تقریر فرماتے ہیں۔ گویا اس وقت آپ ایک عظیم الشان لشکر پر حملہ کر رہے ہیں اور ایک اجنبی ایسا خیال کرتا ہے کہ ایک جنگ شروع ہو رہی ہے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ 315)

آپؑ کے تمام حالات اور معمولات میں سادگی اور بے تکلفی جلوہ گر تھی۔ دنیا کے تکلفات اور نمائش اور تصنع آپؑ میں بالکل نہیں تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ستمبر 1895 کو چولہ بابا نانکؒ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اس سفر میں بعض صحابہ کرامؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمسفر تھے۔ راستہ میں ایک جگہ آپ تشریف فرما تھے کہ بعض لوگ سن کر ملاقات کو آئے۔ مگر آپ علیہ السلام کی سادگی اور بے تکلفی نے ان میں سے بعض کو فوراً شناخت کر لینے کا موقع نہ دیا اور انہوں نے مولوی محمد احسن صاحب امروہی کو جو اس سفر میں آپؑ کے ہم سفر تھے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سمجھ کر ہاتھ بڑھایا تا کہ مصافحہ کریں۔ جناب مولوی محمد احسن صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے اپنے آقا و مولیٰ کا پتا دیا۔

یہ محض آپ علیہ السلام کی بے تکلفانہ زندگی کا ایک کرشمہ تھا۔ آپ علیہ السلام کی مجلس میں آپؑ کیلئے کوئی خاص مسند اور امتیازی جگہ نہ ہوتی تھی۔ اپنے خدام میں رل مل کر رہنا پسند فرماتے تھے۔

گورداسپور میں کرم دین والے مقدمات کے ایام میں جب آپؑ جامن کے درختوں کے نیچے بیٹھا کرتے تھے تو ہزاروں آدمیوں نے دیکھا کہ آپؑ کس سادگی اور بے تکلفی سے خدام کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ 320 تا 321)

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر ادا اور ہر فعل سادگی اور بے تکلفی کا صحیح اور حقیقی مظہر ہوتا تھا۔ قرآنی حکم کے مطابق جو کچھ کہنا ہوتا صاف صاف فرما دیتے تھے۔ ذو معنی الفاظ اور فقرے آپؑ کے قلم اور زبان سے کبھی نہیں نکلے۔

جنگ مقدس کے ایام کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ تحریر فرماتے ہیں:

"آپؑ کی سادگی اور بے تکلفی کے متعلق میرے ایک مکرم بھائی شیخ نور احمد صاحب مالک ریاض ہند پریس نے ایام جنگ مقدس کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ شیخ صاحب کہتے ہیں کہ جنگ مقدس کی تقریب پر، بہت سے مہمان جمع ہو گئے تھے۔ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے کھانا رکھنا یا پیش کرنا گھر میں بھول گیا۔ میں نے اپنی اہلیہ کو تاکید کی ہوئی تھی مگر وہ بھی کثرت کاروبار اور مشغولیت کی وجہ سے بھول گئی۔ یہاں تک کہ رات کا بہت بڑا حصہ گزر گیا۔ اور حضرت نے بڑے انتظار کے بعد استفسار فرمایا، تو سب کو فکر ہوئی۔ بازار بھی بند ہو چکا تھا اور کھانا نہ مل سکا۔ حضرت کے حضور صورت حال کا اظہار کیا گیا۔ آپؑ نے فرمایا اس قدر گھبراہٹ اور تکلف کی کیا ضرورت ہے دسترخوان میں دیکھ لو کچھ بچا ہوا ہوگا۔ وہی کافی ہے۔ دسترخوان کو دیکھا تو اس میں روٹیوں کے چند ٹکڑے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "یہی کافی ہیں" اور ان میں سے ایک دو ٹکڑے لے کر کھا لئے اور بس۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ 321)

بظاہر یہ واقعہ نہایت معمولی ہے لیکن اس سے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سادگی اور بے تکلفی کا ایک حیرت انگیز اخلاقی معجزہ نمایاں ہے۔ کھانے کے لئے اس وقت نئے سرے سے انتظام ہو سکتا تھا اور اس میں سب کو خوشی ہوتی مگر آپؑ نے یہ پسند نہ فرمایا کہ بے وقت تکلیف دی جاوے اور نہ اس بات کی پرواہ کی کہ پُر تکلف کھانا آپؑ کے لئے نہیں آیا اور نہ اس غفلت اور بے پروائی پر کسی سے جواب طلبی کی اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ بلکہ نہایت ہی خوشی اور کشادہ پیشانی سے بچے کھچے روٹی کے ٹکڑوں میں سے کھا کر گزارہ کر لیا۔

مئی 1893ء کو بمقام امرتسر عبد اللہ آتھم کے ساتھ ایک تاریخی مباحثہ ہوا جو امرتسر کے عیسائی مشن اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں جنگ مقدس کے نام سے موسوم ہے۔ اس وقت کا ایک واقعہ جس کا تعلق آپؑ کی سادگی اور بے تکلفی کے متعلق ہے، پیش ہے۔

’’مباحثہ کے شروع میں آپ علیہ السلام ہال بازار میں مطبع ریاض ہند کے متصل ایک مکان میں قیام فرماتے۔ایک حصے میں حضور خود رہتے تھے اور دوسرے حصہ میں مہمانوں کا قیام تھا۔خاکسار (حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب۔ ناقل) جب تک امرتسر میں رہا اسی مکان میں رہا۔اور وہیں سے الحکم کا اجراء ہوا۔ایک روز جب آپؑ مباحثہ کر کے واپس آئے تو دوسرے دن کا پرچہ لکھوانے کیلئے آپ علیہ السلام کو کاغذاتِ مباحثہ کو پڑھنا اور جواب کیلئے کچھ یادداشتیں لکھنا تھا۔مولوی اللہ دین صاحب امرتسری بائبل سے بعض حوالہ جات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مضمون کے لحاظ سے ضروری تھے،نشان لگانے پر مامور تھے اور خاکسار بھی اس کام میں ان کو مدد دیتا تھا۔دونوں ان حوالہ جات کی فہرست تیار کر کے حضرت کے پاس لے کر گئے۔گھر میں کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں حضرت اقدسؑ علیحدہ بیٹھ سکتے۔مردانہ مکان مہمانوں سے ایسا بھرا ہوا تھا کہ بہت تکلیف تھی۔غرض اس مکان میں جگہ نہ تھی۔ موسم خطرناک گرم تھا۔حضرت اقدس علیہ السلام اس موقع پر کوٹھے پر دیوار کے سایہ میں ایک معمولی چٹائی بچھا کر بیٹھے ہوئے تھے اور کاغذات کو پڑھ رہے تھے۔ اس چٹائی پر کوئی دری کوئی تکیہ کچھ بھی نہ تھا اور وہ اتنی بڑی بھی نہ تھی کہ اس پر اگر آپ لیٹنا چاہتے تو لیٹ سکتے۔اسی طرح جب اس مکان سے اٹھ کر خان محمد شاہ والے مکان میں چلے گئے تو آپ کو اسہال کی شکایت تھی۔آخری دن تو بہت ہی زیادہ اسہال آئے تھے۔اسی مقصد کے لئے مجھے اور میاں اللہ دین صاحب کو اسی مکان میں اندر جانا پڑا تو آپؑ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور وہ اتنی چوڑی تھی کہ آپؑ کا نیچے کا جسم گھٹنوں تک زمین پر تھا مگر آپؑ نہایت بے تکلفی اور سادگی سے اس پر لیٹے ہوئے تھے، اٹھ بیٹھے۔آپؑ کو اس حال میں دیکھ کر میاں اللہ دین صاحب نے فرمایا حضور یہاں کوئی دری بچھا دی جاوے۔تو حضورؑ نے فرمایا نہیں میں سونے کی غرض سے نہیں لیٹا تھا۔کام میں آرام سے حرج ہوتا ہے اور یہ آرام کے دن نہیں ہیں‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ، حصہ سوم، صفحہ 320)

یہ واقعہ لکھتے ہوئے خاکسار کو سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کا وہ واقعہ یاد آ گیا کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ ایک بوریے پر آرام فرمارہے تھے۔جب آپ ﷺ اٹھے تو صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ آپؐ کے پہلوئے مبارک پر نشان پڑ گئے ہیں۔نشان دیکھ کر صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول خدا! کیا ہم لوگ کوئی گدّا وغیرہ بنا کر لائیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھ کو دنیا سے کیا غرض۔مجھ کو دنیا سے اس قدر تعلق ہے جس قدر اس سوار کو جو تھوڑی دیر کے کیلئے راہ میں کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ جاتا ہے پھر اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔اللہ اللہ! کیا ہی خوب! اسی کو کہتے ہے ظلِ کامل۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ سادگی اور دنیا کے متاع سے بے نیازی اور عادات کی بے تکلفی اس وجہ سے نہ تھی کہ دنیا کے عیش و آرام کی چیزیں یا اسباب میسر نہ تھے اور نہ اس لحاظ سے تھی کہ آپؑ کو جوگیانہ اور رہبانیت کے رنگ پسند تھے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ایک نعمت آپؑ کو میسر تھی اور آپؑ ان سے فائدہ بھی اٹھاتے تھے مگر کبھی ناز ونعمت تکلف وعیش پرستی آپ کا شعار وشیوانہ بنا۔

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام اپنی جماعت کے خدام میں بے تکلفی کی روح پیدا کرنا چاہتے تھے۔مگر اس سے کبھی وہ بے تکلفی مراد نہیں جو اخلاق فاضلہ کے خلاف ہو۔بے تکلفی سے انسان میں جرأت پیدا ہوتی ہے۔بناوٹ اور نمائش سے پرہیز کی قوت نمودار ہو جاتی ہے۔چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

’’ایک روز کا ذکر ہے کہ صبح چار بجے تھے۔گلابی موسم تھا۔خاکسار اور منشی محمد خان مرحوم عاشق مسیح موعود علیہ السلام اور منشی ظفر احمد صاحبؓ ساکنان کپورتھلہ اور حافظ احمد اللہ خان صاحب مرحوم اور دیگر دو تین احباب مسجد مبارک میں بیٹھے تسبیح وتہلیل اور درود و استغفار میں مصروف تھے۔کسی نے اذان خوش الحانی سے دی۔جب وہ اذان دے چکا تو میرے دل میں جوش پیدا ہوا اور میں نے آہستہ آہستہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار خوش الحانی سے پڑھنے شروع کئے،تو منشی محمد خان صاحب نے زور سے پڑھنے کے لئے فرمایا۔ چونکہ مرحوم کا اور میرا گہرا تعلق تھا اور ساتھ ہی بے تکلفی تھی۔ان کے ذوق قلبی اور ارشاد پر میں نے وہی اشعار زور سے پڑھے۔جب دوسرا شعر پڑھا تو حضرت مسیح موعودؑ نے بیت الفکر کی دریچی سے چہرہ منور چمکتا ہوا نکالا اور دست مبارک میں لالٹین روشن شدہ تھی اور ایک لیمپ مسجد میں روشن تھا۔اللہ اکبر اس وقت کا منظر کیسا ہی مبارک اور دلکش تھا۔عین دوسرے شعر کے مصرعہ اول کے مطابق تھا۔

مے درخشم چوں قمر تابم چو قُرص آفتاب

آنکھیں چکا چوند ہوگئیں۔محمد خان صاحب مرحوم پر تو وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ایک طرف استیلائے محبت اور ایک طرف استغراق محو نظارہ۔میں خاموش ہو رہا۔آپ علیہ السلام بیٹھ گئے اور فرمایا۔

صاحبزادہ صاحب! چُپ کیوں ہو گئے پڑھو۔اس پر صاحبزادہ صاحب نے اشعار کو پڑھا اور آپ سن کر محظوظ ہوئے اور فرمایا جزاکم اللہ احسن الجزاء۔حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں بعض اوقات کوئی نہ کوئی نظم پڑھی جاتی تھی۔خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت ہی کم کسی کو کہا ہے کہ نظم سناؤ۔البتہ جب کوئی عرض کرتا تو آپؑ اجازت دیتے۔صاحبزادہ صاحب کو جو آپؑ نے فرمایا یہ اس حجاب اور تکلف کو رفع کرنا تھا جو یکا یک حضرت مسیح موعودؑ کے تشریف لانے کی وجہ سے پیدا ہو گیا تھا۔آپؑ چونکہ جماعت کی تربیت فرمارہے تھے اور ان میں اخلاق فاضلہ اپنے عمل سے پیدا کر رہے تھے۔ اس لئے ہرگز پسند نہ فرمایا کہ مجمع احباب میں جبکہ وہ ایک روحانی ذوق اٹھا رہے تھے۔آپؑ کی تشریف آوری کی وجہ سے کوئی روک پیدا ہو۔اس لئے آپؑ نے ان اشعار کو سننے کا ارشاد فرمادیا تا کہ وہی رَو بے تکلفی کی قائم رہے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 223 تا 224)

مفتی فضل الرحمن صاحب کہتے ہیں میں گورداسپور سے ایک خط لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔گرمی کا موسم تھا اور میں سخت دھوپ میں آیا۔رات کو بھی میں سو نہ سکا تھا۔حضرت مسیح موعودؑ نیچے کے کمرے میں تشریف فرما تھے۔میں جب پہنچا تو آپؑ خط لے کر میرے لئے شربت لینے تشریف لے گئے۔گرمی اور کوفت کی وجہ سے میں اونگھ گیا اور وہیں لیٹ گیا۔تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں پنکھا ہے۔میں اُٹھ بیٹھا اور بہت ہی شرمندہ ہوا۔فرمایا تھکے ہوئے تھے سو جاؤ اچھا ہے۔میں نے عذر کیا۔پھر آپؑ نے وہ شربت دیا اور میں پی کر گھر چلا آیا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 225)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں سادگی اور بے تکلفی کی سینکڑوں مثالیں اور واقعات ہیں۔کبھی اور کسی بھی حال میں آپ علیہ السلام نے تفوق کی خواہش نہیں کی۔اور اپنے تمام صحابہؓ سے ایسا محبت اور شفقت کا برتاؤ کرتے تھے کہ وہ شرمندہ ہوتے۔ یہی وہ سلوک ہے جس نے صحابہؓ کے قلوب میں ایک ایسی برقی رَو پیدا کر دی تھی کہ کوئی چیز سیدنا حضرت مسیح موعودؑ سے ان صحابہ کرامؓ کو جدا نہ کرسکی۔

ایک دفعہ جب حضور علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ دوست آئے ہیں تو اس وقت مہندی لگوائی ہوئی تھی۔ اسی طرح ریش مبارک پر رومال باندھے صرف کرتہ پہنے اغلباً سر پر صرف ٹوپی ہی تھی۔مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔اس سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ میں نے حضورؑ کو صرف ایک ہی دفعہ باہر آتے دیکھا،ورنہ آپ نماز وسیر کیلئے تشریف لاتے تو کوٹ پہنے پگڑی سر پر رکھے عصا ہاتھ میں لئے تشریف لاتے۔ اس وقت نو بجے کا وقت تھا۔آپؑ نے اپنی جیب سے ایک گھڑی نکالی جو رومال میں بندھی ہوئی تھی اور فرمایا اس میں تو تین بجے ہیں۔پھر کسی نے چابی لگائی۔تو آپؑ بہت خوش ہوئے۔

1903ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں صاحبزادی امتہ النصیر کی پیدائش ہوئی جو صغر سنی میں ہیفوت ہوگئی تھیں۔صاحبزادی مرحومہ کی پیدائش سے پہلے اسی شب رات 12 بجے کے قریب حضورؑ کو غاسقُ اللہ الہام ہوا تھا۔حضورؑ اسی وقت مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرحوم کے دروازے پر تشریف لائے۔ مولوی صاحب موصوف اس وقت اس حجرہ میں رہا کرتے تھے جو مسجد مبارک کی سیڑھیوں پر

جا کر صحن میں کھلنے والے دروازے کے دائیں ہاتھ کو تھا۔ اس وقت وہ حصہ محض ایک صحن کا رنگ رکھتا تھا اور احباب تنگی جگہ کی وجہ سے وہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔ رات کے بارہ بجے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی صاحب کے دروازے پر دستک دی۔ مولوی صاحب نے پوچھا کون ہے تو حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا ''غلام احمد'' (علیہ السلام) مولوی صاحب کی آواز میں خشونت تھی۔ وہ گھبرا کر اٹھے اور دروازہ کھولا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس وقت آنے کا عذر کیا اور یہ الہام مولوی صاحب کو سنایا اور ایک رؤیا بھی سنائی جو اس وقت دیکھی تھی کہ حضرت حجۃ اللہ کو حضرت ام المومنین کہتی ہیں کہ اگر میرا انتقال ہو جاوے تو آپ اپنے ہاتھ سے میری تجہیز و تکفین کریں۔''

یہ رؤیا اور الہام صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ کی وفات پر پورا ہو گیا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ، صفحہ 234)

سبحان اللہ! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دروازہ پر دستک دی اور مولوی صاحب نے کون ہے کہہ کر استفسار کیا تو آپؑ نے کسی تکلف سے کام نہیں لیا اور نہ خشونت آمیز آواز سن کر اظہار و ملال فرمایا بلکہ بے وقت آ کر دستک دینے پر عذر فرمایا۔

قصہ مختصر یہ کہ سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی، سادگی اور بے تکلفی کا ایک پر شوکت نمونہ تھی۔ جو لوگ جھوٹے تکلفات اور نمائشوں سے اپنا رعب، وقار اور درجہ قائم کرنا چاہتے ہیں، ان کے لئے اس میں بیش قیمت سبق ہے۔ ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی عزت و اکرام صرف متقی اور حقیقی مومن کا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل دنیا کے تکلفات سے بالکل جدا ہوتے ہیں۔ ان کی زندگیاں چونکہ دوسروں کے لئے نمونہ ہوتی ہیں اور وہ ان کے لئے اسوۂ حسنہ ہوتے ہیں اس لئے ان سے کوئی فعل ایسا سرزد نہیں ہوتا جو انسانی نفوس کی تکمیل اور تہذیب میں روک ہو یا کبھی کسی قسم کی ٹھوکر کا موجب ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

کلامُ الامام

''اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کیلئے
سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ۔''

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 615)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

ارشاد باری تعالیٰ

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ
وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (سورۃ البقرۃ:22)

ترجمہ: اَے لوگو! تم عبادت کرو اپنے ربّ کی جس نے تمہیں پیدا کیا
اور اُن کو بھی جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو

طالب دُعا: سید احمد اشفاق اینڈ فیملی (حیدرآباد، تلنگانہ)
والد سید غوث، والدہ آمنہ بیگم، دادا سید محبوب، دادی احمدی بیگم

ارشاد باری تعالیٰ

کُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰہِ
وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ (سورۃ البقرہ: 61)

ترجمہ: اللہ کے رزق سے کھاؤ اور پیو
اور زمین میں فسادی بنتے ہوئے بدامنی نہ پھیلاؤ

طالب دُعا: ضمیر احمد ہندرگ مع فیملی افراد خاندا (فلک نما، حیدرآباد)
Z A F ONLINES
e.mail: zameerahmed1801@gmail.com)

یومِ فرقان 7 ستمبر 1974

(ارشاد عرشیؔ ملک)

اب مسلماں اور یہودی، ایک ہیں پہچان میں
بڑھ گئے اک دوسرے سے کفر کے میدان میں

یوں مشابہ ہیں کہ گویا پاؤں کی دو جُوتیاں
تھا یہی لکھا رسُول اللہ ﷺ کے فرمان میں

بٹتے بٹتے آخرش فرقے تہتر ہو گئے
سن چوہتر آ گیا آخر اسی دوران میں

سن چوہتر غافلو، کیا تھا بھیانک موڑ تھا
اک نحوست کا ہوا آغاز پاکستان میں

دُشمنی میں پھر مسیحاؑ کی اکٹھے ہو گئے
ہو گیا 'ایکا' فقیہوں اور سیاست دان میں

داڑھیوں سے بُوٹ پالش پر بھی راضی ہو گئے
بِچھ گئے بھٹو کے آگے بس اسی ارمان میں

سر کو چڑھ جاتا ہے جب کافر بنانے کا نشہ
ان دنوں پھر مولوی رہتا نہیں اوسان میں

پھن کو پھیلا کر کھڑا ہوتا ہے دیں کی راہ میں
ڈالتا ہے وسوسے پھر ہر دلِ نادان میں

اور سودا کوئی بھی رکھتا نہیں یہ شر پسند
کفر کے فتوے بہت شیطان کی دُکان میں

دل میں نفرت، لب پہ گالی، ہاتھ میں تھیں لاٹھیاں
تھا یہی کُچھ حامیانِ دین کے سامان میں

سارے مُلّا اپنی اپنی بولیاں بولا کیے
تھا تمسخر اور اِستہزا لبِ خندان میں

آگ نفرت کی گلی کُوچوں میں جب بھڑکا چکے
فیصلہ کرنے لگے پھر کفُر اور ایمان میں

کفر کا لُقمہ کھلانے پر بضد تھے مولوی
ایک ہی 'ڈش' تھی فقط مُلّا کے دستر خوان میں

متفق تھے، متحد تھے، اُن سے اہلِ اقتدار
ایک بھی ذی ہوش نہ تھا سینکڑوں ارکان میں

خُوب کی اتمامِ حُجت جب اِمامِ وقت نے
بڑھ گئے تُم کفر میں اور ہم بڑھے ایمان میں

جب سنایا جا چکا جو طے شدہ تھا فیصلہ
فرق اس دن کچھ نہ تھا مُلا میں اور شیطان میں

گو تمہارے واسطے تھا کھیل بائیں ہاتھ کا
پیچ سا تھا پر نہاں، اس عقدۂ آسان میں

تم سمجھ پائے نہ اسکو اور خود جکڑے گئے
اپنے ہاتھوں سے بنائے کفر کے زندان میں

دشمنوں کے مکر ان پر اس طرح اُلٹے پڑے
راہ بچنے کی نہ پائی کوچہ انجان میں

جال میں اپنے ہی پھنس جاتا ہے آخر بے شعور
بس یہی اک فرق ہے دانا میں اور نادان میں

جب اسمبلی میں چلا جھگڑا بہتر، ایک کا
تم بہتر اک طرف، ہم ایک تھے ایوان میں

جس پہ تصدیق محمد مصطفٰے ﷺ کی مہر ہے
ہم وہ تنہا ایک ہیں اس عالمِ گنجان میں

دن ستمبر کا وہ کیا تھا، لمحہِ فُرقان تھا
ناجی و ناری کا جھگڑا طے ہوا اک آن میں

جب حدیثِ مصطفٰے ﷺ اس شان سے پوری ہوئی
جو دلِ حساس تھا وہ گِھر گیا خلجان میں

جس میں رتی بھر بصیرت تھی لرز کر رہ گیا
رعب ایسا تھا شہِ لولاک ﷺ کے فرمان میں

ہم نتھر کر صاف ہو کر ہو گئے سب سے الگ
گِر گئے پر تم بہتّر ہی کے کُوڑے دان میں

کیا حقیقی اور سرکاری مسلماں کا ہے فرق
فرق جو تُوڑی میں ہے اور سنبل و ریحان میں

ڈھول عددی برتری کا شوق سے پیٹو مگر
اس تعلّی کی بہت تردید ہے قرآن میں

تم تو کہتے تھے کہ مُردہ لاش ہے مرزائیت
اب نہ اُٹھ پائے گی یہ ہرگز کسی میدان میں

تُم تو کہتے تھے کہ سر ہے سانپ کا کُچلا گیا
وہ ڈرے اس سے کہ جس کی عقل ہے نقصان میں

الغرض شوخی تمہاری دید کے قابل تھی تب
خُوب کی ردّ و بدل آئین پاکستان میں

آؤ دیکھو کس نے دُنیا میں طنابیں گاڑ دیں؟
بڑھ گیا ہے کون دیکھو رُشد اور بُرہان میں؟

کس میں ہے وحدت، خلافت، اور منظم کون ہے؟
کون ہے بازار کی اک بھیڑ کے فرمان میں؟

کس نے پائیں رفعتیں اور پستیاں کس کا نصیب؟
کون ہے آکاش پر اور کون قبرستان میں؟

کس کو حُجرے میں محمد ﷺ کے ملی جائے اماں؟
کون بیٹھا رہ گیا اِبلیس کے دالان میں؟

شش جہت میں گونجتی ہے آج اس کی بازگشت
جو صدا تم نے دبانا چاہی پاکستان میں

ہم خدا کے ہاتھ کے بوئے ہوئے وہ بیج ہیں
جو اُگے شہروں میں، ویرانوں میں، ریگستان میں

تم نے اپنے زعم میں جو مسئلہ حل کر دیا
اب سوا سو سال کا ہے دیدۂ حیران میں

ہم پہ فرمانِ زباں بندی لگاؤ شوق سے
ٹاکرا کل ہو گا تم سے حشر کے میدان میں

ڈھیل ہے بے شک مگر آخر کو ہوتی ہے پکڑ
چُوکتی ہرگز نہیں قدرت کبھی چالان میں

ایک شے ہے قیمتی اور نام ہے اس کا ضمیر
وہ نہ ہو تو فرق کیا انسان اور حیوان میں

نظم یہ سینہ بہ سینہ ہی چلے گی دوستو
چھپ نہ پائی یہ کبھی عرشیؔ کے گر دیوان میں

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 1

کے اندر ایک شیریں نہر چھوڑ دی جس کا پانی نہایت میٹھا تھا اور اُس باغ میں بڑے بڑے سایہ دار درخت لگائے جو ہزاروں انسانوں کو دھوپ سے بچا سکتے تھے تب اُس قوم کی اُس فیّاض نے دعوت کی جو دھوپ میں جل رہی تھی اور کوئی سایہ نہ تھا اور نہ کوئی پھل تھا اور نہ پانی تھا تا وہ سایہ میں بیٹھیں اور پھل کھاویں اور پانی پئیں۔ لیکن اس بد بخت قوم نے اس دعوت کو ردّ کیا اور اُس دُھوپ میں شدّتِ گرمی اور پیاس اور بھوک سے مر گئے۔ اس لئے خدا فرماتا ہے کہ اُن کی جگہ میں دوسری قوم کو لاؤں گا جو ان درختوں کے ٹھنڈے سایہ میں بیٹھے گی اور ان پھلوں کو کھائے گی اور اس خوشگوار پانی کو پیئے گی۔ خدا نے مثال کے طور پر قرآن شریف میں خوب فرمایا کہ ذوالقرنین نے ایک قوم کو دھوپ میں جلتے ہوئے پایا اور اُن میں اور آفتاب میں کوئی اوٹ نہ تھی اور اس قوم نے ذوالقرنین سے کوئی مدد نہ چاہی اس لئے وہ اُسی بَلا میں مبتلا رہی لیکن ذوالقرنین کو ایک دوسری قوم ملی جنہوں نے ذوالقرنین سے دشمن سے بچنے کے لئے مدد چاہی، سو ایک دیوار اُن کے لئے بنائی گئی اس لئے وہ دشمن کی دست بُرد سے بچ گئے۔

سو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی آئندہ پیشگوئی کے مطابق وہ ذوالقرنین مَیں ہوں جس نے ہر ایک قوم کی صدی کو پایا اور دھوپ میں جلنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں میں سے مجھے قبول نہیں کیا اور کیچڑ کے چشمے اور تاریکی میں بیٹھنے والے عیسائی ہیں جنہوں نے آفتاب کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور وہ قوم جن کے لئے دیوار بنائی گئی وہ میری جماعت ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہی ہیں جن کا دین دشمنوں کے دست بُرد سے بچے گا۔ ہر ایک بنیاد جو سُست ہے اس کو شرک اور دہریت کھاتی جائے گی، مگر اس جماعت کی بڑی عمر ہوگی اور شیطان اُن پر غالب نہیں آئے گا اور شیطانی گروہ اُن پر غلبہ نہیں کرے گا۔ اُن کی حجت تلوار سے زیادہ تیز اور نیزہ سے زیادہ اندر گھسنے والی ہوگی اور وہ قیامت تک ہر ایک مذہب پر غالب آتے رہیں گے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رُوحانی خزائن جلد 21، صفحہ 312)

کیا خدا کی گورنمنٹ میں مفتریوں کا کوئی انتظام نہیں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اگر یہ نبی مجھ پر جھوٹ باندھتا تو ہم اسے ہلاک کر دیتے۔ گویا دعویٰ نبوت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرصہ حیات یعنی 23 سال ایک نبی کے صادق ہونے کی میعاد اور دلیل ہے۔ یعنی جھوٹا نبی کبھی بھی اتنی مدت تک اللہ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتا۔ لیکن ایک صاحب حافظ محمد یوسف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی یہ دعویٰ کیا کہ بہت سارے جھوٹے نبی 23 برس تک زندہ رہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

گویا خدا کی گورنمنٹ میں مفتریوں کیلئے کوئی انتظام نہیں اور وہاں ہر ایک فریب چل جاتا ہے اور یہ امکان باقی رہتا ہے کہ اگر خدا پر کوئی نبی افترا بھی کرتا تو دنیا کی زندگی میں اس کے لئے کوئی عذاب نہ تھا گویا خدا کے قانون سے انسانی گورنمنٹ کے قانون بڑھ کر ہیں کہ ان میں جھوٹی دستاویز بنانے والے دست بدست پکڑے جاتے اور سزا پاتے ہیں۔

(تحفۃ الندوہ، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 93)

کیا آنحضرتؐ کی 23 برس کی مدت معجزہ اور پیشگوئی نہیں؟

اس جگہ یہ مسئلہ بھی حل ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی تکمیل تک جو تیئیس برس کی مدّت تھی مہلت ملنا اور مخالفانہ کوششوں سے جو ہلاک کرنے کیلئے تھیں محفوظ رہنا اور زندگی پوری کر کے خدا کے حکم کے ساتھ جانا جیسا کہ میرے لئے بھی اسّی برس کی زندگی کی پیشگوئی ہے جب تک مَیں سب کچھ پورا کرلوں یہ باتیں حافظ صاحب کی نظر میں معجزہ کے رنگ میں نہیں ہیں اور نہ ایسی پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے کوئی شخص صادق سمجھا جاتا ہے۔ غرض کیا مَیں اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حافظ صاحب کے مذہب کی رُو سے اس حفاظت اور عصمت الٰہی کو اپنی سچائی کی دلیل نہیں ٹھہرا سکتے بلکہ کاذب بھی اس میں شریک ہو سکتا ہے مگر اِس طرح پر تو قرآن شریف کا تمام بیان غلط ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک مفتری پکڑا جائے گا۔ ذلیل ہوگا۔ ہلاک ہوگا۔

(تحفۃ الندوہ، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 93)

اگر جھوٹے کی تائید بھی سچے کی طرح ہو سکتی ہے تو پھر سچے اور جھوٹے میں فرق کیا رہا؟

کیا سچے اور جھوٹے میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی تفریق نہیں؟ ضرور ہے! اللہ تعالیٰ اپنے مامور اور مرسل کی ہر میدان میں تائید و نصرت فرماتا ہے جبکہ جھوٹے کو وہ اپنے وعدہ کے مطابق ہلاک کرتا ہے۔ پس ہر میدان میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں :

جبکہ حافظ صاحب کے نزدیک جھوٹے پیغمبروں کی بھی اس قدر تائید ہو سکتی ہے کہ باوجود دشمنوں کی جان توڑ کوششوں کے وہ اُس وقت تک زندہ رہ سکتے ہیں کہ اپنے دین کو زمین پر جما دیں تو اس اصول سے سچّے نبی سب خاک میں مل گئے اور جھوٹ اور سچ میں سخت گڑبڑ پڑ گیا اور ظاہر ہے کہ ہزاروں دشمنوں کے صدہا بد ارادوں اور فریبوں اور کوششوں کے مخالف ایک مامور کو زندہ رکھنا اور دین کو زمین پر جما دینا یہ خدا تعالیٰ کا بڑا معجزہ ہے جو سچے اور کامل نبیوں کو دیا جاتا ہے۔ پس جبکہ اس معجزہ میں جھوٹے پیغمبر بھی شریک ہیں تو اِس صورت میں معجزہ بھی قابل اعتبار نہ رہا اور سچے نبی کی سچائی پر کوئی علامت قاطعہ باقی نہ رہی واہ! حافظ صاحب آپ نے اسلام کا ہی خاتمہ کیا۔ حافظ ہوں تو ایسے ہوں۔

(تحفۃ الندوہ، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 93)

مسیح موعود کی تباہی کیلئے کوئی کسر چھوڑی نہ گئی مگر اللہ نے آپکی حفاظت فرمائی اور آپکا سلسلہ ترقی کر گیا

بالکل صاف اور سیدھی بات ہے کہ جو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اس کے خلاف دشمنوں کا کوئی بھی منصوبہ کامیاب نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

پھر ایک اور نشان اُن کے لئے تھا کہ انہوں نے میرے تباہ کرنے کے لئے جان توڑ کر کوششیں کیں اور کوئی مکر اور فریب اُٹھا نہ رکھا جو اس کو استعمال نہ کیا اور مخالفت کے اظہار میں تمام زور اپنا انواع اقسام کے وسائل سے خرچ کر دیا اور ناخنوں تک زور لگایا اور جائز ناجائز طریق سب اختیار کئے اور سبّ و شتم اور تحقیر اور توہین سے پُورا کام کیا۔ حکّام تک مقدمات پہنچائے خون کے الزام لگائے۔ لیکن آخر نتیجہ یہ ہوا کہ جو جماعت پہلے دنوں میں چالیس آدمیوں سے بھی کم تھی آج ستّر ہزار کے قریب پہنچ گئی۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 408)

مسیلمہ کا ایک ہی جنگ میں خاتمہ ہو گیا مگر تم نے بیس سال جنگ کی اور نامُراد رہے

تم نے میرا نام مسیلمہ کذّاب رکھا۔ لیکن مسیلمہ تو وہ تھا جس کا ایک ہی جنگ میں خاتمہ ہو گیا مگر تم تو بیس برس تک جنگ کئے گئے اور ہر جنگ میں نامُراد رہے کیا سچوں اور مومنوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں؟ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم گھٹتے جاتے اور ہم بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر تمہارا قدم کسی سچائی پر ہوتا تو کیا اس مقابلہ میں تمہارا انجام ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 409)

دشمنوں کی ہلاکت

کیا مسیح موعود کے مقابل پر اس کے دشمنوں کا پے در پے ہلاک ہونا اور مسیح موعود کو عزت کے ساتھ شہرت ملنا اس کے سچے ہونے کی نشانی نہیں؟

اپنے مامور اور مرسل کی خاطر اگر اس کے دشمنوں کو ہلاک کرنا پڑے تو اللہ تعالیٰ اس سے دریغ

نہیں کرتا۔ دشمنوں کی ہلاکت خدا کے مامور اور مرسل کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل ہوتی ہے۔ اپنے بعض دشمنوں کی ہلاکت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اوّل تم میں سے مولوی اسمٰعیل علیگڑھ نے میرے مقابل پر کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مَر جائے گا سو تم جانتے ہو کہ شاید دس سال کے قریب ہو چکے کہ وہ مر گیا۔ اَور اب خاک میں اُس کی ہڈیاں بھی نہیں مل سکتیں۔ پھر پنجاب میں مولوی غلام دستگیر قصوری اُٹھا اور اپنے تئیں کچھ سمجھا اور اُس نے اپنی کتاب میں میرے مقابلہ میں یہ لکھا کہ ہم دونوں میں سے جو جُھوٹا ہے وہ پہلے مَر جائے گا سو کئی سال ہو گئے کہ غلام دستگیر بھی مر گیا۔ وہ کتاب چھپی ہوئی موجود ہے۔ اِسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی اُٹھا اور ایک اشتہار میرے مقابل پر نکالا اور جھوٹے پر لعنت کی اور تھوڑے دنوں کے بعد اندھا ہو گیا۔ دیکھو اور عبرت پکڑو۔ پھر بعد اس کے مولوی غلام محی الدین لکھو کے والا اُٹھا اُس نے بھی ایسے ہی الہام شائع کئے آخر وہ بھی جلد دنیا سے رخصت ہو گیا۔ پھر عبدالحق غزنوی اُٹھا اور بالمقابل مباہلہ کر کے دُعائیں کیں کہ جو جھوٹا ہے خدا کی اُس پر لعنت ہو، برکتوں سے محروم ہو، دنیا میں اُس کی قبولیت کا نام ونشان نہ رہے۔ سو تم خود دیکھ لو کہ ان دُعاؤں کا کیا انجام ہوا اور اب وہ کس حالت میں اور ہم کس حالت میں ہیں۔ دیکھو اس مباہلہ کے بعد ہر یک بات میں خدا نے ہماری ترقی کی اور بڑے بڑے نشان ظاہر کئے آسمان سے بھی اور زمین سے بھی اور ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور جب مباہلہ ہوا تو شاید چالیس آدمی میرے دوست تھے اور آج ستّر ہزار کے قریب اُن کی تعداد ہے اور مالی فتوحات اب تک دو لاکھ روپیہ سے بھی زیادہ اور ایک دنیا کو غلام کی طرح ارادت مند کر دیا اور زمین کے کناروں تک مجھے شہرت دے دی۔ لطف تب ہو کہ اوّل قادیان میں آؤ اور دیکھو کہ ارادت مندوں کا لشکر کس قدر اِس جگہ خیمہ زن ہے اور پھر امرتسر میں عبدالحق غزنوی کو کسی دوکان پر یا بازار میں چلتا ہوا دیکھو کہ کس حالت میں چل رہا ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ خدا کی طاقت کھلے کھلے طور پر میری تائید میں آسمان سے نازل ہو رہی ہے مگر یہ لوگ شناخت نہیں کرتے۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 409)

جس نے بھی مسیح موعودؑ کی نسبت موت کی پیشگوئی کی وہ مر گیا

بعض مسجدوں میں میرے مرنے کے لئے ناک رگڑتے رہے بعض نے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر اُن کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے۔ پس کیا یہ ایک عظیم الشان معجزہ نہیں ہے کہ محی الدین لکھو کے والے نے میرے نسبت موت کا الہام شائع کیا وہ مر گیا۔ مولوی اسمٰعیل نے شائع کیا وہ مر گیا۔ مولوی غلام دستگیر نے ایک کتاب تالیف کر کے اپنے مرنے سے میرا پہلے مرنا بڑے زور شور سے شائع کیا وہ مر گیا۔ پادری حمید اللہ پشاوری نے میری موت کی نسبت دس مہینہ کی میعاد رکھ کر پیشگوئی شائع کی وہ مر گیا۔ لیکھرام نے میری موت کی نسبت تین سال کی میعاد کی پیشگوئی کی وہ مر گیا۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 45)

زمانہ نبویؐ کے بعد کسی مخالف کو ایسی صریح شکست اور ذلت نہیں پہنچی

میں ہر گز یقین نہیں کرتا کہ زمانہ نبوی کے بعد کسی اہل اللہ اور اہل حق کے مقابل پر کبھی کسی مخالف کو ایسی صاف اور صریح شکست اور ذلت پہنچی ہو جیسا کہ میرے دشمنوں کو میرے مقابل پر پہنچی ہے۔ اگر انہوں نے میری عزت پر حملہ کیا تو آخر آپ ہی بے عزت ہوئے اور اگر میری جان پر حملہ کر کے یہ کہا کہ اس شخص کے صدق اور کذب کا معیار یہ ہے کہ وہ ہم سے پہلے مرے گا تو پھر آپ ہی مر گئے۔ مولوی غلام دستگیر کی کتاب تو دور نہیں مدّت سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ دیکھو وہ کس دلیری سے لکھتا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا اور پھر آپ ہی مر گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ میری موت کے شائق تھے اور انہوں نے خدا سے دعائیں کیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے آخر وہ مر گئے نہ ایک نہ دو بلکہ پانچ آدمی نے ایسا ہی کہا اور اِس دنیا کو چھوڑ گئے۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 46)

تیس دجّال کے آنے کا جواب

کیا خوب عقیدہ ہے کہ دجال تو تیس آئیں گے مگر نبی یا مجدد ایک بھی نہیں

مسلمان علماء نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بدترین مخالفت کی۔ ایسی مخالفت کہ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور نبی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ بے تحاشہ گالیاں آپؑ کو دی گئیں، دجال کہا گیا۔ دجال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

کہتے ہیں کہ حدیثوں میں ہے کہ اس اُمت میں تیس دجّال آویں گے کہ تا اُمت کا اچھی طرح خاتمہ کر دیں۔ کیا خوب عقیدہ ہے!!! اَے نادانو کیا اِس اُمت کی ایسی ہی پھوٹی ہوئی قسمت اور ایسے ہی بد طالع ہیں کہ اُن کے حصہ میں تیس دجّال ہی رہ گئے۔ دجّال تو تیس مگر طوفانِ صلیب کے فرو کرنے کیلئے ایک بھی مجدد نہ آسکا۔ زہے قسمت۔ خدا نے پہلی اُمتوں کے لئے تو پے در پے نبی اور رسول بھیجے لیکن جب اِس اُمت کی نوبت آئی تو اس کو تیس دجّال کی خوشخبری سُنائی گئی اور پھر یہ بھی ثابت شدہ پیشگوئی ہے کہ آخر کار اس اُمّت کے علماء بھی یہودی بن جائیں گے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اب تک لاکھوں آدمی مُرتد ہو چکے جنہوں نے دینِ اسلام کو ترک کر دیا۔ پس کیا اس درجہ کی ضلالت تک ابھی خدا خوش نہ ہوا اور اس کے دل کو سیری نہ ہوئی جب تک اُس نے خود اِسی اُمت میں سے صدی کے سر پر ایک دجّال بھیج نہ دیا۔ خوب اُمت مرحومہ ہے جس کے حق میں یہ عنایات ہیں اور پھر یہ کہ باوجودیکہ اس دجّال کے مارنے کیلئے مومنوں کے سجدات میں ناک گھس گئے لاکھوں دعائیں اور تدبیریں اُس کی ہلاکت اور تباہی کیلئے کی گئیں مگر خدا نہیں سنتا، منہ پھیر لیتا ہے بلکہ برعکس اِس کے یہ دجّال برابر تیس برس سے ترقی کر رہا ہے اور دنیا میں آسمان کے نور کی طرح پھیلتا جاتا ہے۔ اِس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ اُمت نہایت ہی بدقسمت ہے اور خدا کا پختہ ارادہ ہے کہ اس کو ہلاک کر دے۔ یہ کیسی موردِ غضب الٰہی ہے کہ ایک تو دجّال کے قبضہ میں دی گئی اور اب تک سچے مسیح اور مہدی کا نہ آسمان پر کچھ پتہ ملتا ہے نہ زمین پر۔ ہزار چیخیں بھی مارو وہ دونوں گمشدہ جواب بھی نہیں دیتے کہ زندہ ہیں یا مُردہ اور کدھر ہیں اور کہاں ہیں۔ نبیوں کے مقرر کردہ وقت بھی گزر گئے اور اُمّت کو عیسائی مذہب نے کھا لیا مگر نہ خدا کو رحم آیا اور نہ مہدی اور مسیح کے دِل نرم ہوئے۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 411)

عقیدہ جب عادت ہو جائے تو چھوڑنا مشکل ہوتا ہے

ہر ایک عقیدہ جب عادت میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کا چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح جو مدت کے فوت ہو چکے آپ لوگوں کے خیال میں وہ اب تک بجسم عنصری آسمان پر بیٹھے ہیں۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ آسمان پر نہیں بلکہ آپ لوگوں کے دل پر بیٹھے ہیں اور پُرانے عقیدوں کی وجہ سے ہر دم زبان پر نزول کر رہے ہیں۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 413)

دعوتِ مقابلہ اور سلسلہ کی ترقی کی عظیم الشان پیشگوئی

آئندہ اسلام سے مُراد یہی سلسلہ ہو گا یعنی سلسلہ عالیہ احمدیہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کے ثابت کرنے کے ہر طریقے اختیار فرمائے۔ ہر طرح سے سمجھایا۔ ہر رنگ میں مقابلہ کی دعوت دی۔ آپؑ کا مخالفین کو مقابلہ کی دعوت دینا اپنی علمی بڑائی کیلئے نہیں تھا بلکہ محض اس لئے تھا کہ اس طریقے سے لوگ حق کو پا لیں اور سمجھ جائیں۔ آپؑ نے قرآن مجید کی تفسیر کے مقابلہ کی دعوت دی۔ نشان نمائی میں مقابلہ کی دعوت دی۔ قبولیت دُعا میں مقابلہ کی دعوت دی۔ ذیل میں آپؑ کی ایک ایمان افروز تحریر پیش کی جاتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں :

نہ معلوم کہ میری تکذیب کیلئے اِس قدر کیوں مصیبتیں اٹھا رہے ہیں اگر آسمان کے نیچے میری طرح کوئی اور بھی تائید یافتہ ہے اور میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے کا مکذّب ہے تو کیوں وہ میرے مقابل پر میدان میں نہیں آتا؟ عورتوں کی طرح باتیں بنانا یہ طریق کس کو نہیں آتا۔ ہمیشہ بے شرم منکر ایسا ہی کرتے رہے ہیں لیکن جبکہ میں میدان میں کھڑا ہوں اور تیس ہزار کے قریب عقلاء اور علماء اور فقراء اور فہیم انسانوں کی جماعت میرے ساتھ ہے اور بارش کی طرح آسمانی نشان

ظاہر ہو رہے ہیں تو کیا صرف منہ کی پھونکوں سے یہ الٰہی سِلسلہ برباد ہو سکتا ہے؟ کبھی برباد نہیں ہوگا۔ وہی برباد ہوں گے جو خدا کے انتظام کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔ (۱) خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں۔ (۲) خدا نے مجھے قرآن کی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے (۳) خدا نے میری دُعاؤں میں سب سے بڑھ کر قبولیت رکھی ہے (۴) خدا نے مجھے آسمان سے نشان دیئے ہیں (۵) خدا نے مجھے زمین سے نشان دیئے ہیں (۶) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا (۷) خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہیں گے اور دنیا میں اکثر وہ اور اُن کی نسل بڑی بڑی عزّتیں پائیں گے تا اُن پر ثابت ہو کہ جو خدا کی طرف آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اٹھاتا (۸) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع ہو جائے میں تیری برکات ظاہر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ (۹) خدا نے آج سے بیس برس پہلے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرا انکار کیا جائے گا اور لوگ تجھے قبول نہیں کریں گے پر میں تجھے قبول کروں گا اور بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کردوں گا۔ (۱۰) اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں مَیں رُوح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا اور مظہر الحق والعلا ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔ وتلک عشرۃ کاملۃ۔

دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اِس سلسلہ کی دُنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اُس خدا کی وحی ہے جسکے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 181)

صادق اور کاذب میں فیصلہ کا ایک اور طریق
میرے پر بددعائیں کرو اور رو رو کر میرا استیصال چاہو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا کئی مقامات پر یہ ذکر فرمایا ہے کہ جس نے بھی موت کے ذریعہ آپ کے جھوٹا یا سچا ہونے کا فیصلہ چاہا خدا نے بے دریغ اس کی جان لے لی۔ خدا صادق کے مقابل پر ہزاروں کی جان کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ سینکڑوں مخالفین آپ سے مقابلہ کرکے، مباہلہ کرکے، آپ پر بددعا کرکے اور خدا سے آپؑ کی موت مانگ کر ہلاک ہوئے۔ اگر کوئی بددعا کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود کے صدق یا کذب کو پرکھنا چاہے تو اب بھی یہ راستہ کھلا ہے۔ اس سلسلہ آپؑ کی ایک ایمان افروز تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں پھر اگر مَیں کاذب ہوں گا تو ضرور وہ دُعائیں قبول ہو جائیں گی اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جائے تب بھی وہ دعائیں سُنی نہیں جائیں گی کیونکہ مَیں خدا سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددُعا کرے گا وہ بددُعا اُسی پر پڑے گی جو شخص میری نسبت یہ کہتا ہے کہ اُس پر لعنت ہو وہ لعنت اس کے دل پر پڑتی ہے مگر اس کو خبر نہیں۔ اور جو شخص میرے ساتھ اپنی کشتی قرار دے کر یہ دُعائیں کرتا ہے کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے اس کا نتیجہ وہی ہے جو مولوی غلام دستگیر قصوری نے دیکھ لیا۔

(اربعین، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 471)

مسیح موعود کی مخالفت خدا کی مخالفت ہے
خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو

جس قدر میں پیچھے ہٹنا چاہتا ہوں اُسی قدر خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر آگے لے آتا ہے۔ میرے پر ایسی رات کوئی کم گزرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اُسی کے منہ کی قسم ہے کہ میں اب بھی اُس کو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اِس بات کے لئے چشم پُرآب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے، پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ مگر میدان میں نکلنا کسی مخنّث کا کام نہیں۔ ہاں غلام دستگیر ہمارے ملک پنجاب میں کفر کے لشکر کا ایک سپاہی تھا جو کام آیا، اب اِن لوگوں میں سے اس کے مثل بھی کوئی نکلنا محال اور غیر ممکن ہے۔ اَے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس میں سُستی کروں اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے محض ایک کیڑا۔ اور بشر کیا ہے محض ایک مضغہ۔ پس کیونکر میں حیّ و قیوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کردیا اِسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 49)

مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کررہے ہیں
مَیں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اُکھڑ سکوں

میری رُوح میں وہی سچائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کررہے ہیں۔ مَیں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اُکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مُردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کیلئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر اُن کے منہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے؟ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام مکروفریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بددعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو؟ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں مگر بدقسمت انسان دُور سے اعتراض کرتے ہیں۔ جن دلوں پر مہریں ہیں ان کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا! تو اس اُمت پر رحم کر۔ آمین۔

(اربعین نمبر 4، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 472)

اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کو ہدایت دے کہ وہ اس زمانے کے امام سیّدنا مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی صداقت کو سمجھ کر آپ پر ایمان لانے والے ہوں اور اپنی دُنیا و آخرت کو سنوارنے والے ہوں۔ آمین۔ (منصور احمد مسرور)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مَیں اس وقت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین
قرار پایا ہوں جب کہ آدم ابھی تخلیق کے مراحل میں تھے۔ (مسند احمد)

طالب دعا: محمد منیر احمد، امیر ضلع نظام آباد (صوبہ تلنگانہ)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کیلئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے
یعنی میں اچھے اور اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کیلئے مبعوث ہوا ہوں۔ (مؤطا امام مالک)

طالب دُعا: محمد معین الدین، صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی (تلنگانہ)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اے لوگو اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو کیونکہ آدمی کی
سب سے افضل نماز وہ ہے جو وہ گھر میں پڑھتا ہے سوائے فرض ماز کے۔ (بخاری)

طالب دعا: افراد خاندان و فیملی مکرم ایڈووکیٹ آفتاب احمد تیاپوری مرحوم، حیدر آباد

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
باجماعت نماز اکیلی نماز پر ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔
(بخاری کتاب الاذان)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم جے وسیم احمد صاحب مرحوم (چنتہ کنٹہ)

کلامُ الامام

’’دُعا اپنی زبان میں بھی کر سکتے ہو بلکہ چاہئے کہ
مسنون ادعیہ کے بعد اپنی زبان میں آدمی دعا کرے۔‘‘
(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 4)

طالب دُعا: مقصود احمد ڈار ولد مکرم محمد شہبان ڈار، ساکن شورت، تحصیل و ضلع کولگام (جموں کشمیر)

کلامُ الامام

’’زندہ نبی وہی ہوسکتا ہے جس کے
برکات اور فیوض ہمیشہ کیلئے جاری ہوں۔‘‘
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 629)

طالب دعا: ناصر احمد ایم. بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم. اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’مشکل حالات سے نکلنے کا صرف
یہی ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔‘‘
(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/مارچ 2017)

طالب دُعا: مقصود احمد قریشی ولد مکرم محمد عبید اللہ قریشی اینڈ فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’زیادہ سے زیادہ واقفین نو کو
جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آنا چاہئے۔‘‘
(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/مارچ 2017)

طالب دُعا: ایم خلیل احمد (امیر ضلع شموگہ) صوبہ کرناٹک

کلامُ الامام

’’اگر اللہ کے ساتھ صدق و وفا میں ترقی کرے تو نُورٌ عَلٰی نُور۔‘‘
(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 48)

طالب دُعا: الہ دین فیملیز، بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

کلامُ الامام

’’قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے
موافق ہدایت پانے کیلئے تقویٰ ضروری اصل ہے۔‘‘
(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 121)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

اخبار بدر اپنی ویب سائٹ www.akhbarbadrqadian.in پر بھی دستیاب ہے قارئین استفادہ کر سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar.
And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab.
And published at office of the Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Harchowal Road, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad

جلسہ سالانہ قادیان 2017 کے چند خوبصورت مناظر

16-17/اکتوبر 2017 کو سرائے وسیم قادیان میں اخبار بدر کے کارکنان کا دو روزہ ریفریشر کورس منعقد کیا گیا
اس موقع پر مکرم وکیل صاحب تعمیل وتنفیذ برائے بھارت، نیپال، بھوٹان و مکرم ناظر اعلیٰ صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ساتھ ایک یادگار گروپ فوٹو

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel : (0091) 82830-58886
Website : akhbarbadrqadian.in
: www.alislam.org/badr
E-mail :
badrqadian@rediffmail.com

Registered with the registrar of the newspapers for India at No. RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** *Qadian*

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 67 Thursday 22-29 March 2018 Issue No. 12-13

MANAGER
NAWAB AHMAD
Tel : (0091) 94170-20616

SUBSCRIPTION
ANNUAL: Rs. 550
By Air : 50 Pounds or 80 U.S $
: 60 Euro or 80 Canadian Dollars

مختلف جماعتی عمارات کی دیدہ زیب تصاویر

مکان چلہ کشی ہوشیارپور

دارالبیعت لدھیانہ

مسجد مسرور قادیان

مسجد نور قادیان

گلشن احمد قادیان

دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان
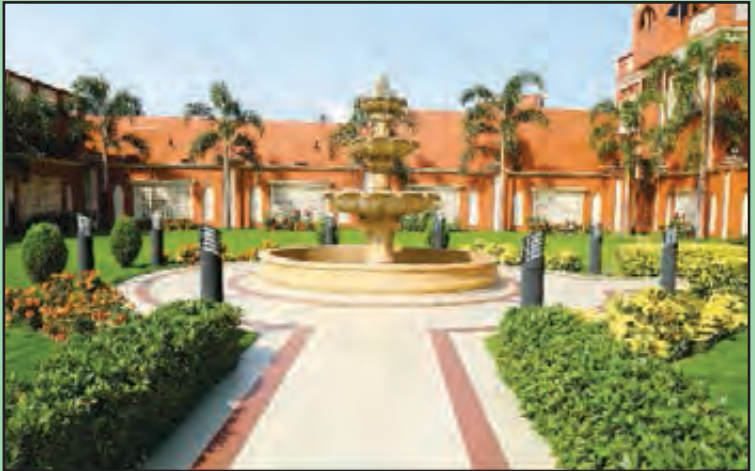
قصرِ خلافت قادیان

سرائے وسیم قادیان

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:۔نگران بدر بورڈ قادیان